REGD NO. P.07

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ ”
ممالک غیر -/۸ روپے
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری
نائب
لئیق احمد گجراتی

۲۲ شہادت ۱۳۴۴ ہش | ۱۹ ذوالحجہ ۱۳۸۴ھ | ۲۲ اپریل ۱۹۶۵ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۰ اپریل۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۱۲ اپریل بوقت ۸ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے:۔

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی ہے اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے الحمد للہ۔

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور حضور کو کام والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین

مورخہ ۱۰ ذی الحجہ مطابق ۱۳ اپریل کو ربوہ میں عید الاضحی کی مبارک تقریب اسلامی شعار کے مطابق پورے اہتمام سے منائی گئی۔ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے نماز عید پڑھائی اور قربانی کی اہمیت اور اس کے فلسفہ پر ایمان افروز خطبہ دیا۔

قادیان ۲۰ اپریل۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے کل اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب کی اپنی عام طبیعت اچھی ہے مگر کبھی کبھی جگر کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کامل شفا بخشے۔ آمین

آثار قدیمہ کی روشنی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قرآنی حالات

جناب شیخ عبد القادر صاحب محقق ۔۔۔۔ لاہور

آج سے ۲۰۰ ۳ سال پیشتر مشرق وسطیٰ میں ایک عجیب واقعہ ہوا۔ سامی نسل کے گڈریئے جو کل تک مصر و شام کے درمیان خانہ بدوشی کی زندگی بسر کر رہے تھے چرواہوں سے جہانبان بن گئے۔ پہلے انہوں نے شام و فلسطین کے مرغزاروں اور مقامات کو بہم کو روند ڈالا تھا۔ اب انہیں زرخیز مصر کی سرزمین دعوت مبارزت دے رہی تھی۔ ان قبائل کے ریلے خاکنائے سویز سے گذر کر سرزمین مصر میں در آئے۔ مصری غلاموں نے جو کہ ایشیائی نسل سے تھے انہیں خوش آمدید کہا۔ چرواہوں کا تسلط بہ آسانی سے ہو گیا۔ مصریوں نے اس قبیلہ کو "حق شاسو" کہنے جو کہ تاریخ میں ہائیکسوس بن گیا یعنی چرواہے بادشاہ۔ عرب اہلی ان کو عمالقہ کہتے رہے۔ کتب تاریخ میں اس قبیلہ کے مصری ملوک نے خود کو "صحراؤں کے شہزادگان" کا نام دیا ہے۔

دو سو سال تک ہائیکسوس مصر کے سیاہ و سفید کے مالک بنے۔ فراعنہ کی حکومت کو بھی انہوں نے برائے نام زندہ رکھا۔ وہ علاقہ مقتھیس میں سمٹ آئی تھیبس کا فرعون ہکسوس کا ماتحت اور باجگذار تھا۔

ہائیکسوس کے عہد حکومت میں ایشیا کے کئی ایک قبائل مصر میں آباد ہو گئے ان میں بنی اسرائیل بھی تھے۔

ہائیکسوس کا غالب حصہ عرب و کنعان کے قبائل پر مشتمل تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام الٰہی کے دور حکومت میں مصر کے بازار میں غلام بن کر فروخت ہوئے۔ وہ غلام سے حاکم اعلیٰ بنے گئے۔ قحط کے زمانہ میں مصر کا انتظام حکومت اور غلہ کی تقسیم کا کام انہوں نے اس خوبی سے سرانجام دیا کہ وہ شاہ مصر کی آنکھ کا تارا بن گئے۔ بادشاہ [illegible] وفات کے بعد ملازمت سے الگ ہو گئے۔ والد حضرت یعقوب علیہ السلام جو کہ اسرائیل کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں نیز ان کے بھائی بند اور قبیلہ کے لوگ کنعان سے مصر میں آ گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمات کے صلہ میں اپنے وطنی اور قومی تعلق کی رعایت کے مد نظر بہترین جاگیریں اور عمدہ علاقے ان کو عطا ہوئے۔ محکمہ معمولات اور دیگر سرکاری محکموں میں بڑے بڑے مناصب ان کی اولاد کو ملے۔ بنی اسرائیل یہاں خوب پھلے پھولے۔

تاریخ نے اپنے ورق الٹ دیئے۔ دو صدیوں کی حکومت کے بعد ہائیکسوس نشۂ اقتدار میں مدہوش اپنی اصل اقدار کو فراموش کر بیٹھے۔ کچھ عرصہ بعد تھیبس کے باجگذار فراعنہ بالکل پہلے سست پڑ رہے۔ رفتہ رفتہ ان میں قومی حمیت اور جوش پیدا ہوا۔ ۱۶۰۰ قبل مسیح میں اجنبی حکمرانوں کے خلاف مصر کے طول و عرض میں آزادی کا لاوا پھوٹ پڑا۔ بیس سال تک مصری آزادی کی جنگ لڑتے رہے۔ مصریوں نے نہ صرف ہائیکسوس کے شہر ممفس پر قبضہ کیا بلکہ کئی سال تک اوارس کے قلعہ کو محصور رکھا اور اس شمالی سرحد کے پاس ہائیکسوس کا دارالخلافہ تھا۔ شدید محاصرہ کے بعد ہائیکسوس مصر سے نکلنے پر مجبور ہو گئے۔ اجنبیوں کو مصر سے نکال دیا گیا۔ مصر ایک مرتبہ پھر آزاد ہو گیا۔

آزاد مصر نے اب دوسروں کو غلام بنانا چاہا۔ اٹھارہویں خاندان کا ایک حکمران تھوتمس اول شام پر قبضہ کرتا ہوا فرات کے کنارے تک جا پہنچا۔ انیسویں خاندان کے مشہور فرعون رعمسیس دوم نے مصری امپائر کے جاہ و جلال اور شوکت کو انتہا تک پہنچا دیا۔

شام میں حتّی اس کے مزاحم ہوئے۔ خونریز جنگوں کے بعد حتّی سلطنت اور مصر میں معاہدۂ امن ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد حتّی بادشاہ اپنی بڑی بیٹی کے ہمراہ مصر میں آیا۔ رعمسیس کے حضور اس نے قیمتی تحائف اور اپنے لخت جگر کو پیش کیا۔ دھوم دھام سے شادی ہوئی۔ یہ شہزادی چونکہ دریائے آسی کے علاقہ کی تھی۔ اس نسبت سے عربوں میں آسیہ کہلائی۔ اور رعمسیس ثانی نے اسے جمیلۂ آفتاب کا خطاب دیا۔

بنی اسرائیل چونکہ ہائیکسوس کے عہد حکومت میں مصر میں لائے گئے۔ ان کے خلاف مصریوں کا تعصب نفرت و عداوت میں تبدیل ہو چکا تھا۔ جاگیریں اور مناصب چھین لئے گئے۔ نوبت ایں جا رسید کہ رعمسیس ثانی کے دور حکومت میں یہ حکم جاری ہوا کہ ان کو غلام بنا کر محنت و مشقت کے کام پر لگا دیا جائے۔ نئی بادشاہت کے عظیم منصوبوں کو بروئے کار لانے میں دوسرے غلاموں کے ساتھ

(باقی صفحہ ۶ پر)

ہفتہ تبلیغ

مئی کا پہلا ہفتہ تبلیغ کے لئے وقف کیا جائے

ہر احمدی اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہے کہ اسلام و احمدیت کی ترقی تبلیغ سے وابستہ ہے اور ہماری کامیابی کا راز اس امر میں مضمر ہے کہ ہر فرد جماعت باقاعدگی سے تبلیغ کرے۔ چونکہ لوگ ملازمتوں کاروبار اور اپنی دوسری مصروفیات میں اس قدر منہمک رہتے ہیں کہ روزمرہ ہفتہ وار یا مہینے میں کوئی وقت نہیں نکال سکتے اسلئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں جماعتوں میں "ہفتہ تبلیغ" منایا جاتا ہے۔

سال رواں میں مئی کا پہلا ہفتہ ہر فرد جماعت تبلیغ کے لئے وقف کرے۔ اور جماعتیں ہفتہ تبلیغ منانے کے لئے پروگرام مرتب کریں۔ احباب جماعت ایک تنظیم کے ماتحت اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہوئے اور استعانت طلب کرتے ہوئے تبلیغ کے لئے نکلیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً انکی کوششوں میں برکت ڈالے گا اور سعید روحیں اسلام و احمدیت کو قبول کریں گی۔

میں امید کرتا ہوں کہ تمام جماعتوں کے امراء و سیکرٹریان تبلیغ مئی کے شروع میں ہفتہ تبلیغ مناتے ہوئے ہر فرد جماعت کو اس میں پوری طرح حصہ لینے کی تلقین کریں گے اور باقاعدہ انتظام کے ماتحت غیر از جماعت دوستوں میں تبلیغ کی جائیگی اور اسکی رپورٹیں نظارت میں بھجوائی جائیں گی۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے [illegible] آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۶۵ء

تبلیغ حق کا ایک نہایت بابرکت کام

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے اسی اخبار میں ایک اعلان شائع ہو رہا ہے جس کی رو سے تمام احباب جماعت سے خواہش ظاہر کی گئی ہے کہ ماہ مئی کا پہلا ہفتہ خصوصیت سے تبلیغ حق میں گزارا جائے۔ یوں تو ہر احمدی ہر حالت میں مجسم تبلیغ کا رنگ رکھتا ہے کیونکہ اس کا عملی نمونہ جو احمدیت کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے اپنے رنگ میں تبلیغ ہے۔ مگر بعض ایام جن میں سلسلہ کی طرف سے ایک مخلص احمدی سے اس بات کی توقع کی جاتی ہے کہ وہ بطور خاص تبلیغ حق میں گزارے اجتماعی رنگ میں بڑے بابرکت ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے ایسے مخلصین کی کوششوں میں غیر معمولی برکت کے لئے آسمان پر نازل ہوتے ہیں۔ ان کی زبان میں تاثیر ڈالی جاتی ہے۔ اور زمین پر اُن کی قبولیت کے سامان پیدا کئے جاتے ہیں۔

بمقابلہ دیگر حیوانات انسان کو خدا تعالیٰ نے قوت گویائی بخشی ہے۔ اور وہ اپنے مافی الضمیر کو بطریق احسن بیان کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ غور و فکر کے ساتھ اچھی راہ تلاش کر سکتا ہے۔ اور اپنے وعظ و تلقین کے ذریعہ کھوئے بھٹکوں کی راہنمائی کر سکتا ہے۔ ایک انسان اپنی زبان و دماغ سے کام لیتے ہوئے بڑے بڑے کام کرتا ہے۔ سیاسی لیڈر اپنی تقریر سے لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے ہیں دلائل کے زور سے اپنی بات منوا لیتے ہیں۔ صبح سے شام تک ایک انسان نہ جانے کیا کچھ اپنی زبان سے باتیں کر گزرتا ہے مگر اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں کہ جو کچھ اُس کے منہ سے نکلا وہ پسندیدہ بھی تھا اور اس کی بات دوسروں کے لئے مفید اور کار آمد ثابت ہوئی۔ لیکن حق کی دعوت دینا اور کلمہ خیر کی تبلیغ کرنا ایسی باتیں ہیں جو سراسر پسندیدہ اور لائق تحسین ہیں۔ کیا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جسے ایسا موقعہ میسر آجائے اور ایسی توفیق ملے کہ جو کچھ اس کے منہ سے نکلے وہ پسندیدہ ہو۔

دعوت الی الخیر اور تبلیغ حق پسندیدہ مشغلہ کے بارہ میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

ومن احسن قولا ممن دعا الی
اللہ وعمل صالحا وقال اننی
من المسلمین۔

اُس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے (حٰم سجدہ ع ۲) اور اپنے ایمان کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں تو فرمانبرداروں میں ہوں۔ پس تبلیغ حق درحقیقت اُس انسانی ہمدردی کا عملی ثبوت ہے جو ایک انسان کو اخوت کے رشتہ کے سبب ایک مومن کو اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ جس اچھی راہ کو اس نے دیکھ لیا اور اس پر خود چل پڑا اس کے متعلق اپنے بنی نوع کو بھی آگاہ کرے تا وہ بے خبری کے سبب گمراہ نہ ہو جائیں اور اپنی زندگی کے اصل مقصد کو پا لینے میں سہولت حاصل ہو۔

دوسروں کو تبلیغ کرنے کے ساتھ تبلیغ کرنے والے کی خود اپنی بھی اصلاح ہوتی ہے گویا تبلیغ اصلاح نفس کا بھی بہترین ذریعہ ہے مبلغ جب کسی دوسرے کو نیکی کی تلقین کرتا ہے انسان کے اپنے ضمیر کو جھنجھوڑتی ہے کہ جو کچھ تم کسی کو کہہ رہے ہو اُس پر تمہارا اپنا عمل بھی چاہیئے۔ اس طرح ہر شخص کو اپنی اصلاح کا بھی خوب موقعہ ملتا ہے۔ گویا یہ پہلی برکت ہے جو تبلیغ کرنے والے کو حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بعد اس کی تبلیغ سے اگر اللہ تعالیٰ کسی دوسرے کو راہ ہدایت پر چلنے کی توفیق دیدے تو اُسے دوسری برکت سے حصہ ملتا ہے اور الدال علی الخیر کفاعلہ کے مطابق بڑے ثواب اور اجر کا کام ہے۔

تبلیغ حق کا کام جاری نہ رکھنے کے سبب آج عام مسلمان عملی رنگ میں مردہ ہو چکے ہیں۔ دین کی محبت اُن کے دلوں سے سرد ہو چکی ہے دُنیا کی طرف اُسی طرح جھکے ہوئے ہیں جس طرح دوسرے بے دین لوگ۔ خدا کے فضل سے احمدیہ جماعت کو مامور وقت کے ہاتھ پر بیعت کر کے تازہ ایمان نصیب ہوا ہے۔ جس سے اُن کے دلوں میں ایک خاص جوش اور ولولہ اور اُمنگ ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے ہم اس زندگی بخش پیغام کو زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچا کر اُن کو بھی گندی روحانیت سے نکالیں۔ بے دینی کو دُور کر کے ہر انسان کو دین کے خوشنما لباس سے مزین کر دینا اس دنیا میں آنے والے ہر انسان کا حق ہے۔ مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اسی حقیقت کو بڑے ہی دلنشین انداز میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں سے

وہ خدا جس نے بنایا آدمی اور دیں دیا
وہ نہیں راضی کہ بے دینی ہو اس کا کاروبار

پس یہ احمدی بھائیوں کا کام ہے کہ اپنے اردگرد کے دوستوں کو بڑے ہی سلجھے ہوئے طریق پر دین کی طرف رغبت دلائیں۔ اُنہیں مذہب کی خوبیوں سے آشنا کریں۔ اور بتائیں کہ مذہب کے بغیر انسان انسان نہیں بن سکتا۔ کیا ملے جوہر دینداری کا جامہ زیب تن کرنے سے کیلئے ہیں۔ آج الحاد اور بے دینی کی طاقتیں پورے زور سے دُنیا پر چھا رہی ہیں۔ اور بھیانک نتائج بھی اپنے ساتھ لا رہی ہیں۔ آج کا انسان اور تو سب کچھ بن گیا ہے مگر انسان کے درجہ سے دن بدن گرتا جا رہا ہے۔ اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ لوگوں کو مذہب کی اعلیٰ قدروں سے روشناس کیا جائے اُس کے فوائد سے آگاہ کیا جائے تبھی دُنیا میں دائمی سکھ اور چین کا دور دورہ ہوگا جس کے لئے آج کی ترقی یافتہ دُنیا ترس رہی ہے۔ مذہب بنی نوع انسان میں حقیقی برادری کے تعلق پیدا کرتا ہے وہ دوسروں کے حقوق پر چھاپہ مارنے کی اجازت نہیں دیتا وہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ایثار و قربانی کے سبق دیتا ہے۔

تبلیغ حق کے پسندیدہ مشغلہ کی طرف متوجہ کرنے والی جس آیت کریمہ کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے درحقیقت اس سارے رکوع میں اس پر مختلف انداز میں بڑی جامع صورت میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ چنانچہ اس رکوع کی دوسری آیت میں مؤثر تبلیغ کا طریق بتلایا گیا ہے اور اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ حق کی تبلیغ میں ایک مبلغ کا کیا انداز ہونا چاہیئے۔ چنانچہ فرمایا:-

لا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ
ادفع بالتی ہی احسن فاذا
الذی بینک وبینہ
عداوۃ کانہ ولی حمیم

فرمایا نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتے اور تو بُرائی کا جواب نہایت نیک سلوک سے دے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شخص جس کے اور تیرے درمیان عداوت پائی جاتی ہے۔ وہ تیرے حُسن سلوک کو دیکھ کر ایک گرم جوش دوست بن جائے گا۔

یعنی نیکی کرتے چلے جاؤ خواہ ابتدائی حالت میں یکطرفہ حسن سلوک ہی ہو کچھ دیر صبر و استقلال دکھانے سے اس کے ثمرات بڑے خوشگوار صورت میں ظاہر ہوں گے چنانچہ اسلام کے صدر اوّل میں حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس صحابہ کا نمونہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ کس طرح یہ برگزیدہ افراد مسلسل کئی سال تک پہلے مخالفین کے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنے رہے۔ مگر اس کے باوجود ان مقدسوں کے حسن سلوک اور ہمدردی اور خیر خواہی میں سر مو فرق نہ آیا آخر نتیجہ وہی نکلا جس کے متعلق آیت کریمہ میں بتایا گیا کہ وہ سب گرم جوش دوست بن گئے ہیں!

علاوہ ازیں تبلیغ کے میدان میں زیر تبلیغ افراد کی مخالفت یا بے پرواہی پر مایوس ہو کر اس کام کو چھوڑ دینا بھی درست نہیں۔ اس بارہ میں بھی حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک نمونہ ہمارے سامنے ہے کس قدر کٹھن مقامات پر سے آپ گزرے۔ ہر قسم کی شدید مخالفت کا آپ کو سامنا کرنا پڑا۔ مگر کیسا زبردست استقلال آپ نے دکھایا۔ حتی کہ دنیا نے دیکھ لیا کہ سے

تم دیکھو گے کہ انہی میں سے قطرات محبت ٹپکیں گے
بادل آفات و مصائب کے چھاتے ہیں اگر تو چھانے دو

(المصلح الموعود)

اس میں کوئی شک نہیں کہ تبلیغ کا رستہ کوئی پھولوں کی سیج نہیں بلکہ بقول سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ سخت مشکل راہ ہے سے

دعوت ہر ہرزہ گو کچھ خدمت آساں نہیں
ہر قدم میں کوہ ماراں ہر گذر میں دشت خار

مگر خدائی درگاہ کے دلیر انسان کٹھن شعوبات اور مشکلات کی پرواہ نہیں کیا کرتے ان کی نگاہ اُن برکات پر ہوتی ہے جو انہیں ملنے والی ہوتی ہیں۔ وہ اسی تمنا کے موافق چل پڑتے ہیں۔ جو اُن کے خالق و مالک سے آسمان سے چلائی ہوتی ہے۔ اور اندر ہی اندر دلوں کو اس صداقت کے قبول کرنے کیلئے تیار کر رہی ہوتی ہے سے

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آئیں یہ دن اور یہ بہار

پس بھائیو! کوشش کرو کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس ٹھنڈی ہوا سے لطف اندوز ہوں۔ اور خالق و مخلوق کا رشتہ جو ایک زمانہ سے ٹوٹ چکا ہے۔ وہ مامور وقت کے بتائے ہوئے طریق پر پھر سے قائم ہو جائے اور خدا کو بھول چکی مخلوق اُس کے آستانہ پر جھک جائے!!

وبا اللہ التوفیق۔

عیدالاضحیہ کی تقریب

عید مبارک اور دعا کی تاریں

قادیان۔ عیدالاضحیہ کی تقریب پر بیرونجات سے مندرجہ ذیل احباب جماعت نے بذریعہ ٹیلیگرام قادیان میں مقیم درویشان کرام کی خدمت میں عید مبارک کا تحفہ بھیجا ہے اور دعا کی درخواست کی خدا تعالیٰ سب کی نیک دلی مرادیں پوری کرے اور سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

حیفہ (اسرائیل) منجانب مکرم مولوی جلال الدین قمر یہاں کے احباب سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور احباب جماعت کو عید مبارک کہتے ہیں اور حضور کی صحت اور جماعت کی ترقی کے لئے دعا گو ہیں۔

نرائن گنج۔ منجانب محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب سب احباب کی خدمت میں عید مبارک اور دعا کی درخواست۔

یادگیر۔ منجانب مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب۔ احباب جماعت کی خدمت میں عید مبارک اور دعا کی درخواست

یادگیر۔ منجانب مکرم سیٹھ [illegible] صاحب عید مبارک۔ اور دعا کی درخواست۔

خطبہ جمعہ

اصلاح اعمال کیلئے تین چیزوں کی ضرورت

(۱) قوتِ ارادی (۲) صحیح اور پورا علم (۳) قوتِ عملی

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۰ر جولائی ۳۶ء بمقام قادیان

(۲)

قوتِ ارادی کیا چیز ہے؟

قوتِ ارادی کا مفہوم عمل کے لحاظ سے ہر جگہ بدل جاتا ہے۔ اور جو میں مضمون بیان کر رہا ہوں اس میں قوتِ ارادی ایمان کا نام ہے۔ انسان کے دل میں اگر پختہ ایمان ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق ہو۔ تو اس کے سارے کام آپ ہی آپ ہو جاتے جاتے ہیں سارا کوئی مشکل ایسی نہیں رہتی جو آسان نہ ہو جائے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو لوگ ایمان لائے

ان میں چور بھی تھے۔ ان میں ڈاکو بھی تھے ان میں فاسق و فاجر بھی تھے۔ وہ ماؤں سے بھی نکاح کر لیتے تھے۔ بلکہ ورثہ میں اپنی ماؤں کو لیتے تھے۔ اپنی بیٹیوں کو قتل کر دیتے۔ پھر وہ دارئی تھے شراب خور تھے۔ اور شراب پینے میں اپنی تمام عزت سمجھتے تھے وہ ایک دوسرے پر اگر فخر کرتے۔ تو اسی بات پر کہ میں اتنی شراب پیا کرتا ہوں۔ ایک شاعر اپنے اشعار میں فخر کرتا اور کہتا ہے میں وہ ہوں جو راتوں کو اٹھ اٹھ کر شراب پیتا ہوں۔ وہ ایسے جواری تھے کہ جوئے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے پر فخر کرتے۔ اور جب کسی نے اپنی بڑائی کا اظہار کرنا ہوتا تو کہتا کہ میں وہ ہوں کہ جو اپنا تمام مال جوئے میں لٹا دیتا ہوں۔ پھر مال آتا ہے۔ تو پھر میں اسے جوئے میں لٹا دیتا ہوں۔ یہ ان کی

ایمان سے قبل کی حالت

تھی۔ مگر جب وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ اور ان میں قوتِ ارادی پیدا ہو گئی۔ تو انہوں نے نہایت خوشی اور مضبوط دل سے فیصلہ کر لیا۔ کہ اب ہم خدا کے فیصلہ اور اس کے احکام کے خلاف اپنا کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے۔ یہ فیصلہ انہوں نے اتنی مضبوطی اور پختگی اور اتنے زور کے ساتھ کیا۔ کہ اس مضبوطی کے مقابلہ میں ان کے اعمال کی کمزوریاں ایک لمحہ کے لئے بھی نہ ٹھہر سکیں۔ یک دم ان کے حالات بدل گئے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے لئے ہر خطرناک سے خطرناک مصیبت اپنے نفس پر وارد کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور قوتِ ارادی نے ان کے اعمال کی کمزوری کو اس طرح پرے پھینک دیا۔ جیسے ایک تنکا ایک تند سیلاب کے آگے بہہ جاتا ہے۔

شراب کا نشہ

کتنا خطرناک ہوتا ہے جب کوئی شرابی شراب کے نشہ میں مدہوش ہو۔ تو اسے کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ کئی اپنے ماں باپ کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ کئی اپنے عزیزوں سے لڑائی اور فساد شروع کر دیتے ہیں۔ کئی یونہی بکواس کرتے چلے جاتے ہیں۔ کئی ننگے ہو جاتے ہیں۔ کئی ایسی باتیں کرتے ہیں۔ کہ عقل قائم ہونے کے وقت اگر انہیں کوئی سناتے تو وہ کبھی یہ ماننے کے لئے تیار نہ ہوں۔ کہ ان کے مونہہ سے اس قسم کی باتیں نکلی ہیں۔ ایک دفعہ میں لاہور میں ایک مکان میں ٹہل ٹہل کر ایک مضمون لکھ رہا تھا۔ ٹہلتے ٹہلتے نیچے گلی میں سے مجھے کچھ آواز آئی۔ مجھے معلوم ہوا کہ

دو سکھ

گلی میں سے گذر رہے ہیں۔ پہلے ان کے لہجہ اور پھر ان کے ناموں کو سنکر مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ سکھ تھے۔ اب ان کے نام تو مجھے صحیح یاد نہیں۔ لیکن ایسے ہی نام تھے سوجان سنگھ یا دیوان سنگھ۔ بہرحال فرض کرو۔ ایک کا نام سورن سنگھ تھا۔ اور دوسرے کا نام سوجان سنگھ۔ میں نے سنا کہ ان میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے۔ او سوجان سنگھا تُوں پکوڑے کھانے نیں۔ میں نے سمجھا کہ کوئی دوست اپنے دوست سے پوچھ رہا ہے کہ کیا تم پکوڑے کھاؤ گے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد میں نے پھر سنا۔ کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ او سوجان سنگھا تُوں پکوڑے کھانے نیں۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی۔ کہ پھر مجھے آواز آئی۔ او سوجان سنگھا! تُوں پکوڑے کھانے ہیں۔ تب میں نے جھانکا کہ یہ کیا بات ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص جو گھوڑے پر سوار ہے۔ وہ گلی میں کھڑا ہے۔ اور دوسرا شخص گلی کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا ہے۔ اور کہتا جا رہا ہے۔ او سوجان سنگھا تُوں پکوڑے کھانے ہیں۔ او سوجان سنگھا تُوں پکوڑے کھانے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ جو گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ تو اس وقت گلی کی نکڑ پر تھا۔ اور دور جا چکا تھا۔ مگر دوسرا شخص دیر تک وہاں بیٹھا یہی کہتا رہا۔ او سوجان سنگھا تُوں پکوڑے کھانے ہیں۔ او سوجان سنگھا تُوں پکوڑے کھانے ہیں۔ تب میں سمجھا کہ یہ شرابی ہے۔ عقل و ہوش سے کام نہ لے کر یہ الفاظ منہ سے نہیں نکال رہا۔ یہ تو خیر ایک زمیندار

شرابی کا واقعہ

ہے۔ ایک دفعہ مجھے ریل گاڑی میں بھی ایسا ہی تجربہ ہوا۔ میں امرتسر سے دہلی جانے کے لئے سوار ہوا۔ سیکنڈ کلاس کا میں نے ٹکٹ لیا۔ مگر چونکہ دیوالی کا دن تھا۔ اس لئے سخت بھیڑ تھی۔ یہاں تک کہ سیکنڈ کلاس میں بھی چالیس کے قریب آدمی اکٹھے ہو گئے۔ اکثر کھڑے تھے اور کچھ اوپر کی سیٹوں پر بیٹھے تھے۔ میں سیکنڈ کلاس کے جس کمرہ میں داخل ہوا۔ اس میں ایک دو جگہیں ابھی خالی تھیں۔ لیکن جونہی میں داخل ہوا

ایک سکھ نہایت تپاک سے مجھے ملا

اور اس نے دوسرے سے کہا۔ آپ ایک طرف ہو جائیں۔ اور انہیں بیٹھنے دیں۔ وہ ایک طرف کھسک گیا۔ اور میں بیٹھ گیا۔ اس نے مجھ سے کچھ باتیں ایسی کیں جن سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ مجھے جانتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد

ایک اور شخص

آیا۔ تو وہی شخص اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور ایک شخص سے کہنے لگا۔ دیکھتے نہیں کہ ایک بھلا مانس آیا ہے۔ تم اسے جگہ کیوں نہیں دیتے۔ ایک طرف ہو جاؤ۔ اور اسے بیٹھنے دو۔ پہلے جو میں نے کہا ہے کہ اس کی باتوں سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ میرا واقف ہے یہ میں نے اس لئے کہا ہے کہ اس نے مجھے بتایا۔ اس کا باپ پونچھ میں وزیر تھا۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے بھی اس نے اپنی واقفیت کا اظہار کیا۔ جس سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ اسے میرے نام وغیرہ سے واقفیت تھی۔ لیکن ابھی اس نے دوسرے آدمی کو بٹھایا ہی تھا کہ

ایک تیسرا شخص

آ پہونچا۔ یہ پھر ادھر متوجہ ہوا۔ اور اسی شخص سے جس کو اس نے نہایت تعظیم سے بٹھایا تھا سختی سے کہنے لگا۔ دیکھتے نہیں ایک بھلا مانس کھڑا ہے اور تم اسے جگہ نہیں دیتے۔ فوراً اس کے لئے جگہ بناؤ۔ تب میں سمجھا کہ یہاں خیریت نہیں۔ کیونکہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے جانتا ہو۔ لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ جو بھی داخل ہوتا ہے۔ اس کا یہ واقف ہو۔ اور اس کے بیٹھنے کے لئے جگہ بنانا ضروری خیال کرتا ہو۔ اور جب جگہ نہ ملتی۔ تو وہ سختی سے انہیں کو ڈانٹنا شروع کر دیتا۔ جن کو پہلے عزت سے بٹھا چکا ہوتا۔ اور سوائے میرے کہ اس نے مجھے اٹھنے کو نہ کہا۔ جب کوئی آتا فوراً دوسرے سے کہنا شروع کر دیتا۔ دیکھتے نہیں۔ ایک بھلا مانس آیا ہے۔ اور تم اس کے لئے جگہ نہیں بناتے۔ تھوڑی دیر گذری تو پھر ایک اور شخص اندر داخل ہوا۔ وہ اسے دیکھتے ہی اس طرف متوجہ ہوا۔ اور کہنے لگا

میں آپ کی کیا خاطر کروں

دو چار سیکنڈ کے بعد پھر کہنے لگا۔ میں آپ کی کیا خاطر کروں۔ اس نے کہا آپ کی مہربانی۔ مگر یہ جواب سننے کے بعد وہ پھر

کہنے لگا۔ میں آپ کی کیا خاطر کروں۔ جب اس نے بار بار دُہرانا شروع کیا کہ میں آپ کی کیا خاطر کروں۔ تو میں سمجھا یہ شرابی ہے اتنے میں پھر کوئی شخص ڈبہ میں آگیا۔ اس پر وہ اسی شخص سے جس کو کہہ رہا تھا میں آپ کی کیا خاطر کروں۔ نہایت سختی سے مخاطب ہوا۔ اور کہنے لگا۔ دیکھتے نہیں۔ ایک بھلا مانس آیا ہے۔ اور تم اس کے لئے جگہ نہیں بناتے۔ وہ ایک معزز خاندان سے تعلق رکھنے والا شخص تھا۔ اور اس کا باپ پنجاب کا وزیر تھا۔ مگر شراب کے نشے میں وہ ایسی باتیں کہنے لگ گیا۔ جو عقل و ہوش قائم ہونے کی صورت میں کبھی نہ کہتا۔ تو شراب انسان کی عقل پر پردہ ڈال دیتی۔ اور اسے بالکل دیوانہ اور پاگل بنا دیتی ہے۔ مگر

ایمان کی قوّتِ ارادی کو دیکھو

محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند صحابہؓ ایک دفعہ ایک مکان میں جس کے کواڑ بند تھے بیٹھ کر شراب پی رہے تھے۔ اس وقت تک شراب کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ ایک مٹکا شراب کا وہ ختم کر چکے تھے۔ اور دوسرا مٹکا وہ شروع کرنے والے تھے۔ کہ گلی میں سے ایک شخص کی یہ آواز اُن کے کانوں میں پڑی۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں مجھ پر خدا کا حکم نازل ہوا ہے کہ

آج سے شراب حرام کی جاتی ہے

جب یہ آواز اُن کے کانوں میں پہنچی تو ایک شخص جو شراب کے نشے میں مدہوش تھا۔ دوسرے سے کہنے لگا۔ اُٹھو دروازہ کھولو۔ اور پتہ لو کہ یہ کہنے والا کیا کہتا ہے سننے والوں میں سے ایک شخص نے چاہا کہ اُٹھ کر دروازہ کھولے اور پکارنے والے سے اس اعلان کی حقیقت دریافت کرے۔ لیکن ایک اور شخص جو ان کی طرح ہی شراب میں مخمور تھا۔ اُٹھا اور اُس نے سونٹا پکڑ کر شراب کے مٹکے پر زور سے مار کر اُسے پھوڑ دیا۔ جب ساتھیوں نے پوچھا یہ تم نے کیا کیا پہلے پوچھ تو لینے دیتے کہ اس حکم کا مفہوم کیا ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ میں پہلے مٹکا توڑوں گا پھر حکم کی حقیقت پوچھوں گا۔ جب میرے کانوں نے یہ آواز سُن لی ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب منع کر دی ہے۔ تو میں پہلے اس حکم کی تعمیل کروں گا پھر پوچھوں گا۔ کہ کن حالات میں اور کن قیود کے ساتھ یہ حکم دیا گیا ہے۔

کتنا عظیم الشان فرق

ہے۔ جو ہمیں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ اور دوسرے لوگوں میں نظر آتا ہے

چلے جاؤ گانے کی مجالس میں چلے جاؤ تھیٹروں کی مجلسوں میں چلے جاؤ بازاروں میں۔ اور دیکھو کہ شرابیوں کی کیا حالت ہوتی ہے نہ اُن کی عقلیں ٹھکانے ہوتی ہیں۔ نہ فہم ٹھکانے ہوتے ہیں۔ نہ سمجھ ٹھکانے ہوتی ہے۔ اُن کی زبان بے قابو ہوتی ہے اور ان کے ہاتھ پاؤں غیر ارادی طور پر حرکت کرتے رہتے ہیں۔ نہ انہیں باپ کی پرواہ ہوتی ہے نہ ماں کی۔ نہ گورنمنٹ کی پرواہ ہوتی ہے نہ اُستاد کی۔ مگر ایمان نے صحابہؓ کے اندر ایسی قوتِ ارادی پیدا کر دی۔ کہ باوجود اس کے کہ وہ شراب کے نشے میں مخمور تھے۔ باوجود اس کے کہ ایک شراب کا مٹکا وہ اپنے پیٹوں میں انڈیل چکے تھے اور دوسرا مٹکا پینے والے تھے۔ جب انہیں آواز سُنائی دیتی ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں۔ خدا نے شراب حرام کر دی۔ تو ان کا نشہ فوراً ہرن ہو جاتا ہے۔ وہ پہلے شراب کا مٹکا توڑتے ہیں۔ اور پھر اعلان کرنے والے سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ تو نے کیا کہا تھا۔ یہ قوتِ ارادی ایسی چیز ہے۔ کہ اس کے پیدا ہونے کے بعد کوئی روک درمیان میں حائل نہیں رہ سکتی۔ بلکہ ہر چیز پر قوتِ ارادی قبضہ کرتی چلی جاتی ہے۔ گویا قوتِ ارادی سے وافر حصہ رکھنے والے

روحانی دُنیا کے سکندر

ہوتے ہیں کہ جس طرف اُٹھتے ہیں۔ اور جدھر کا قصد کرتے ہیں شیطان اُن کے سامنے ہتھیار ڈالتا چلا جاتا ہے۔ اور مشکلات کے پہاڑ بھی اگر اُن کے سامنے آئیں۔ تو وہ اسی طرح کٹ جاتے ہیں۔ جس طرح پنیر کی ڈلی کٹ جاتی ہے۔ پس اگر اس قسم کی قوتِ ارادی پیدا ہو جائے اور اس حد تک ایمان پیدا ہو جائے۔ جس حد تک صحابہؓ کا ایمان تھا تو پھر لوگوں کی اصلاحِ اعمال کے لئے کسی اور طریق کے اختیار کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ آپ ہی آپ اعمالِ حسنہ سرزد ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں

امریکہ میں شراب نوشی کے انسداد کیلئے

حکومت نے کتنی کوششیں کیں۔ لیکن چونکہ ایمان لوگوں کے دلوں میں نہیں تھا۔ بلکہ ممانعت شراب کے پیچھے ایک قانون کام کر رہا تھا۔ اس لئے یہ تحریک ناکام رہی۔ ہزارہا موتیں صرف اس وجہ سے واقع ہوئیں۔ کہ لوگ شراب پینے کے شوق میں سپرٹ پی لیتے۔ سالہا سال ایسا ہوتا رہا۔ کہ چونکہ لوگوں کے پینے کے لئے شراب نہ ملتی۔ اس لئے وہ

سپرٹ پی لیتے اور سپرٹ میں چونکہ زہریلی چیزوں کی آمیزش ہوتی ہے۔ اس لئے کئی اندھے ہو جاتے۔ اور کئی مر جاتے۔ پھر امریکہ میں نصف سے زیادہ ایسے لوگ تھے۔ جو باہر سے ناجائز طور پر شرابیں منگواتے اور پیتے۔ گورنمنٹ کا قانون تھا۔ کہ ڈاکٹر کے سرٹیفکیٹ کے بغیر کسی شخص کو شراب نہیں مل سکتی۔ اس قانون کی وجہ سے ہزاروں ڈاکٹروں کی آمدنیاں پہلے سے کئی گنے بڑھ گئیں۔ وہ فیس لے کر سرٹیفکیٹ دے دیتے۔ کہ فلاں شخص کا معدہ کمزور ہے یا اور کوئی ایسی بیماری ہے۔ اسے پینے کے لئے شراب ملنی چاہیئے۔ غرض ان ڈاکٹروں کا گذارہ محض اس قسم کے سرٹیفکیٹوں پر ہو گیا۔ اور باوجود شراب نوشی کے خلاف قانون بنا دئے جانے کے لوگ کئی قسم کے حیلوں سے کوشش کرتے کہ کسی طرح قانون شکنی کریں لیکن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا جاری کیا ہوا قانون ابھی رائج نہ ہوا تھا۔ ابھی لوگ اس سے متعارف تھے۔ صرف پہلا اعلان ہوا تھا۔ کہ لوگوں نے شراب کے مٹکے توڑ دیئے اور لکھا ہے۔ کہ مدینہ کی گلیوں میں شراب بہتی پھرتی تھی۔ یہ کتنا بڑا فرق ہے۔ جو ہمیں نظر آتا ہے۔ امریکہ والوں کو دعوے ہے۔ کہ اب ہی ترقی یافتہ نسل انہی کے ذریعہ دنیا میں قائم ہوگی۔ وہ دنیا میں "سوپر مین" یعنی

ترقی یافتہ نسلِ انسانی

کہلاتے اور عام انسانوں سے اپنے آپ کو بالا سمجھتے ہیں۔ لیکن باوجود اس بات کے کہ وہ محسوس کرتے ہیں۔ شراب بُری چیز ہے۔ باوجود اس کے کہ قانون شراب پینے سے انہیں روکتا ہے۔ باوجود اس کے کہ حکومت انہیں منع کرتی ہے۔ اور باوجود اس کے کہ ڈاکٹر بھی کہتے ہیں۔ شراب چھوڑنے کی چیز ہے وہ شراب نہیں چھوڑ سکتے۔ اور وہ وہ قوم ہے۔ جسے جاہل کہا جاتا ہے۔ جس کو جانگلی کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اور جسے ان پڑھ کہا جاتا ہے۔ اس کے اندر ہمیں اس قدر اخلاقی قوت نظر آتی ہے۔ کہ وہ جونہی سُنتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب سے منع کیا ہے۔ اسی لحظہ شراب پینا ترک کر دیتے ہیں۔ یہ وہ ایمان ہے۔ جس نے صحابہؓ کو ممتاز کیا۔ امریکہ کے لوگوں کے سامنے صرف قانون تھا۔ لیکن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے سامنے ایمان تھا۔ اسی وجہ سے امریکہ باوجود تسلیم کرنے کے کہ شراب بُری چیز ہے۔ اسے چھوڑنے میں ناکام رہا۔ اور صحابہؓ باوجود ان پڑھ

ہونے کے شراب کے چھوڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ غرض کسی انسان کے اندر

مضبوط قوتِ ارادی

ہو۔ تو ساری روکیں خود بخود اس کے رستہ سے دور ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد قوتِ عملیہ بے عملی کسی میں ہو تو عمل کی جو کمزوری علم کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے وہ بھی دور ہو جاتی ہے۔ جیسے بچے بچپن میں مٹی کھانے کے عادی ہوتے ہیں۔ لیکن جب بڑے ہوتے ہیں۔ تو مٹی کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ اس لئے کہ انہیں اس بات کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ مٹی کھانا مضر صحت ہے۔ یا بعض چھوٹے بچے جب ان کا ناک بہہ رہا ہو۔ تو زبان سے اُسے چاٹتے رہتے ہیں۔ لیکن بڑے ہو کر نہیں چاٹتے۔ کیونکہ بعد میں انہیں اس بات کا علم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ

معیوب بات

ہے۔ کئی گناہ اور کئی عملی کمزوریاں ایسی ہیں۔ جو علم کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اگر ایسے شخص کا علم مضبوط کر دیا جائے۔ تو وہ گناہ سے بچ جاتا ہے۔

تیسری چیز جس سے عملی کمزوری سرزد ہوتی ہے۔ وہ

قوتِ عملیہ کا فقدان

ہے۔ اس قوتِ عملیہ کے فقدان کے بھی بعض اسباب ہوتے ہیں۔ جن میں سے مثلاً ایک سبب عادت ہے۔ ایک شخص کے اندر کسی قدر قوتِ ارادی بھی ہوتی ہے۔ اس میں قوتِ علمی بھی ہوتی ہے لیکن وقت پر عادت کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ عمل میں کمزوری دکھا دیتا ہے یا ایک شخص جانتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ دل میں تڑپ اور خواہش بھی رکھتا ہے کہ اسے خدا تعالےٰ کا قرب حاصل ہو۔ لیکن جب وقت آتا ہے۔ تو مادی اشیاء کے لئے جذباتِ محبت یا مادی نقصان کے خیال سے جذباتِ خوف اس پر غالب آجاتے ہیں سو وہ اللہ تعالےٰ کے قرب کے ذریعہ کو اختیار نہیں کر سکتا۔ ایسے لوگوں کے لئے اندرونی نہیں بلکہ بیرونی علاج کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ جیسے چھت کی کڑیاں جب گرنے لگیں۔ تو ضروری ہوتا ہے کہ ان کے نیچے سہارا دیا جائے۔ اگر بجائے سہارا دینے کے چھت کے اوپر مٹی ڈالنی شروع کر دی جائے۔ تو کڑیاں مٹی کا بوجھ نہیں اُٹھا سکیں گی۔ اور گر جائیں گی۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ ایک وقت

چھت پر مٹی ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے مگر دوسرے وقت مٹی ڈالنے کی بجائے چھت کی کڑیوں کے نیچے کوئی سہارا کھڑا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح

قوتِ عملی کی انتہائی کمزوری

کی صورت میں بیرونی سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ سہارا کیا ہو سکتا ہے اس کے لئے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب ایک شخص کو کسی بات کا علم پہلے سے حاصل ہو۔ تو سہارا یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اسے

خدا تعالیٰ کے غضب سے خوف

دلایا جائے۔ یا اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی اسے تلقین کی جائے۔ کیونکہ ان باتوں کا تو اسے پہلے سے علم ہے۔ قوتِ ارادی اس میں ہے مگر کامل نہیں۔ علم ہم نے دیا۔ مگر خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے غضب کا خوف دل کے زنگ کی وجہ سے اس پر اثر نہ کر سکا۔ اب اس کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت ہے۔ اور وہ چیز سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ خدا تو اس کی نظروں سے اوجھل ہے۔ لیکن انسان اس کی نظر سے اوجھل نہیں اس لئے وہ خدا سے نہیں ڈرتا لیکن جتھے سے ڈرتا ہے۔ پس اگر ایسے شخص کے دل میں ہم جتھے کا رعب ڈالیں یا مادی طاقت سے کام لے کر اس کی اصلاح کریں۔ تو اس کی بھی اصلاح ہو سکتی ہے۔

غرض یہ تینوں قسم کے لوگ دنیا میں موجود ہیں۔ اور دنیا میں یہ تینوں بیماریاں اکٹھی موجود ہوتی ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن میں عمل کی کمزوری اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ان کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن میں عمل کی کمزوری اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ان کا علم کامل نہیں ہوتا۔ اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو ایمان اور علم رکھتے ہیں۔ لیکن دوسرے ذرائع سے ان کے قلوب پر ایسا زنگ لگ جاتا ہے کہ یہ دونوں علاج ان کے لئے کامل نہیں ہوتے اور ضروری ہوتا ہے کہ ان کے لئے بیرونی ہتھیاروں سے کام لیا جائے۔ جیسے پاؤں کی ہڈی جب بعض دفعہ ٹوٹ جاتی ہے۔ تو ڈاکٹر ہڈی کو جوڑ کر لکڑی کا اسے سہارا دے دیتے ہیں .... اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تھوڑے دنوں بعد ہڈی اپنی جگہ پر مضبوطی سے قائم ہو جاتی ہے اور سہارے کی اسے ضرورت نہیں رہتی۔ اسی طرح اس قسم کے انسانوں کے لئے بھی کچھ دنوں کے لئے

سہارا کی ضرورت

ہوتی ہے۔ گو پہلے اس میں کام کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ لیکن سہارا لیتے لیتے آخر اسے صحیح طور پر کام کرنے کی طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور وہ سہارے کا محتاج نہیں رہتا۔ ان ذرائع کا جو پہلا حصہ ہے یعنی قوتِ ارادی کی مضبوطی اس کے لئے خدا تعالیٰ کے انبیاء دنیا میں آتے اور تازہ بتازہ زندہ معجزات و نشانات دکھاتے ہیں۔ ہماری جماعت کے پاس اللہ تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشانات کا جتنا وافر سامان موجود ہے کہ اتنا سامان کیا۔ اس سامان کے قریب قریب بھی کسی کے پاس موجود نہیں۔ اور اسلام کے باہر کوئی مذہب دنیا میں اس وقت ایسا نہیں جس کے پاس خدا تعالیٰ کا تازہ بتازہ کلام اس کے زندہ معجزات اور اس کی ہستی کا مشاہدہ کرنے والے نشانات موجود ہوں جو انسانی قلوب کو ہر قسم کی آلائشوں سے صاف کر سکیں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے لبریز کر دیتے ہیں۔ لیکن باوجود اس ایمان کے اور باوجود ان تازہ اور زندہ معجزات کے پھر کیوں ہماری جماعت کے اعمال میں کمزوری ہے؟ اس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ

ہمارے سلسلہ کے علماء اور واعظین

نے ان چیزوں کے پھیلانے کی طرف اب تک کوئی توجہ نہیں کی۔ تم یہ تو دیکھو گے کہ ہمارے علماء جاتے اور مناظروں میں وفاتِ مسیح پر گلا پھاڑ پھاڑ کر تقریریں کرتے ہیں۔ مگر تم کبھی نہیں دیکھو گے کہ انہوں نے جماعت کے سامنے

احمدیت کی صحیح تعلیم

پیش کرنے کی کوشش کی ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری جماعت میں ایسے لوگ تو مل جائیں گے جو وفاتِ مسیح کے دلائل جانتے ہوں گے۔ مگر ایسے لوگ بہت کم ملیں گے جنہیں علم ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ کو کس رنگ میں پیش کیا۔ آپ نے معرفت اور محبتِ الٰہی کے حصول کے کیا طریق بتائے ہیں۔ اس کے قرب کے حاصل کرنے کی آپ نے کن الفاظ میں تاکید کی۔ خدا تعالیٰ کے تازہ کلام اور اس کے معجزات و نشانات آپ پر کس شان کے ساتھ ظاہر ہوئے اور چونکہ وفاتِ مسیح کے مسئلہ سے عملی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اس لئے جماعت اس پہلو میں کمزور رہتی ہے۔ پس جب تک اس طرف ہمارے علماء جماعت سے مسلسل توجہ نہیں کریں گے اور اس امر کی طرف ویسی ہی توجہ نہیں کرتے جیسی توجہ انہیں کرنی چاہئے۔ اس وقت تک جماعت کا وہ طبقہ جو قوتِ ارادی کی کمزوری کی وجہ سے عملی اصلاح نہیں کر سکتا ٹھوکریں کھاتا رہے گا۔ تم اپنے حلقوں میں پھر کر دیکھ لو

کتنے نوجوان ہیں

جنہیں یہ شوق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ اور انہیں بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ ان کو بھی الہامِ الٰہی کے مورد بنیں۔ ان سے بھی خدا تعالیٰ ہم کلام ہو۔ اگر واقعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام انہیں معلوم ہوتا۔ اگر انہیں پتہ ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے کس قدر عظیم الشان نشانات دکھائے اور خدا تعالیٰ نے کس طرح آپ سے کلام کیا تو کیا ممکن تھا کہ وہ اس مقام کے حصول کی خواہش نہ کرتے۔ وہ کسی کو اچھا کپڑا پہنے دیکھتے ہیں۔ تو فوراً اس کی نقل میں اچھا کپڑا پہننا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ کسی کو اچھی ٹوپی پہنے دیکھتے ہیں تو ان کے دل میں بھی خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وہ بھی اسی قسم کی ٹوپی لیں۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ انہیں اس بات پر یقین کامل ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کے الہامات نازل ہوتے تھے۔ وہ آپ کے لئے تازہ بتازہ نشانات ظاہر کیا کرتا تھا۔ اور ان کے دلوں میں حسرت پیدا نہ ہوتی کہ وہ بھی ان باتوں کے حصول کے لئے کوشش نہ کرتے۔ پھر غور کرو۔ کہ کیا واقعہ میں ان میں

وحی و الہام کا مورد

بننے کی وہی خواہش ہے جو ایک نبی کے قریب زمانہ کے ماننے والوں میں ہونی چاہئے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ لڑکے ایک کو اچھی پگڑی پہنے دیکھتے ہیں تو فوراً ویسی پگڑی خریدنے کی کوشش کرتے ہیں۔ عمدہ رومی ٹوپی پہنے دیکھتے ہیں تو چاہتے ہیں کہ ان کے سر پر بھی ویسی ہی رومی ٹوپی ہو۔ کسی کے پاس اچھا تولیہ دیکھتے ہیں تو اس کی نقل میں خود بھی ایک اچھا سا تولیہ خریدنے کی کوشش کرتے ہیں۔ غرض

وہ ہر چیز کی نقل

کرنا چاہتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ یہ عظیم الشان چیز۔ کہ خدا تعالیٰ کا قرب انسان کو حاصل ہو۔ اس کا الہام اس پر نازل ہو اس کی وحی کا وہ مورد ہو اور اس کے تازہ اور زندگی بخش کلام کو وہ سننے والا ہو اس کی نقل کرنے کی وہ کوشش نہیں کرتے صاف پتہ لگتا ہے کہ انہیں ان چیزوں کا علم نہیں دیا جاتا اور خدا تعالیٰ کے تازہ نشانات کا ان کے سامنے ذکر نہیں کیا جاتا۔

اعلان بیعت

مکرمی مس ہیلن جیسمین پال صاحبہ بنت ای۔ ایف پال صاحب مرحوم آف لکھنؤ جولائی سنہ ۴۲ء میں عیسائیت کو ترک کر کے بذریعہ تحریری بیعت اسلام کو قبول کرتے ہوئے احمدیت میں داخل ہوئی ہیں۔ ان کی بیعت کا اعلان بوجوہ نہیں کرایا جا سکا۔ اور اب کرایا جا رہا ہے۔ ان کا اسلامی نام "قدسیہ بیگم" ہے۔
احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بیعت کو قبول فرمائے اور انہیں اسلام پر استقامت بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواستہائے دعا

۱۔ عزیزم سید رشید احمد سلمہ اللہ تعالیٰ عنقریب آٹھویں جماعت کا امتحان دینے والا ہے۔ بزرگان سلسلہ و مقدس خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معزز افراد سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو اپنے فضل سے نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار سید صمصام الدین احمد [illegible] جماعت کٹک اڑیسہ۔

۲۔ خاکسار کا لڑکا منصور احمد اس سال میٹرک کا امتحان دے رہا ہے عزیز کی کامیابی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار ضعیف العمر ہے اور مالی مشکلات اور قرضداری کے جال میں گرفتار ہے۔ قرض سے نجات اور مالی مشکلات کے حل کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار راجہ مظفر خان صدر جماعت احمدیہ سندر باری کشمیر

علاقہ جنوبی ہند کا تبلیغی و تربیتی دورہ

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

(۵)

جلسہ سالانہ یادگیر سے فارغ ہو کر دوسرے دن یعنی مورخہ ۲۶ رمارچ ادونی جانے کا پروگرام تھا۔ اس دن جمعہ کا روز تھا۔ مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب مبلغ انچارج میسور سٹیٹ نے خطبہ دیا جس میں خشیۃ اللہ اور تقویٰ کے اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ نماز جمعہ کے بعد مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیر نے مختصر طور پر ایک ایمان افروز تقریر فرمائی۔ جس میں خاص طور پر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے بابرکت وجود کی موجودگی یادگیر کے لئے ایک نعمت قرار دی۔

بعدہ محترم حضرت صاحبزادہ صاحب نے تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی ساتھ تمام مبلغین کا بھی شکریہ ادا کیا۔ چونکہ حضرت صاحبزادہ صاحب کا حیدرآباد کے لئے اور اراکین وفد کا ادونی کے لئے بعد نماز جمعہ ہی روانہ ہونے کا پروگرام تھا۔ اس لئے تمام احباب جماعت نے حضرت صاحبزادہ صاحب اور مبلغین احمدیت کیساتھ باری باری معانقہ اور مصافحہ کیا۔ یہ نظارہ دائمی ایمان کو تازگی اور ازدیاد ایمان کا باعث بنا اور یہ روح پرور نظارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدا فرمودہ اخوت و رسالی کی عکاسی کرتا تھا۔

نماز عصر کے بعد اراکین وفد بذریعہ جیپ کار ادونی کے لئے روانہ ہوئے اور تقریباً ساڑھے آٹھ بجے منزل مقصود پر پہنچے۔ تمام احباب جماعت نے ہمارا استقبال کیا۔ جلسہ میں شمولیت کے لئے یادگیر سے بذریعہ جیپ کار چند خدام تشریف لے گئے۔

جلسہ عام ادونی

جماعت احمدیہ ادونی کا پہلا جلسہ سالانہ کا آغاز مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ خاکسار کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم رحمت اللہ صاحب کی نظم کے بعد مکرم مولوی نعیض احمد صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مکرم عبد الصمد صاحب نے ایک نظم سنائی۔ بعدہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل نے سنہ ہی زبان میں کلنگ کے زمانہ کے حالات کا ذکر ویدا اور براہمن کے شلوکوں کے ذریعہ کرتے ہوئے ثابت کیا کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے آپ نے سابقہ کتب کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کی۔ اس کے بعد مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے اتحاد بین الاقوامی پر ایک مبسوط تقریر کی۔ اس کے بعد برادرم محمد زکریا صاحب ابن مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیر نے حضرت امیر المومنین کی ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ محترم صدر صاحب نے موقعہ و محل کے مطابق بہترین رنگ میں حاضرین کو مخاطب فرمایا۔ اس جلسہ کا انتظام مسجد احمدیہ کے سامنے کھلی جگہ پر کیا گیا۔ اور سٹیج کو اور جلسہ گاہ کو مختلف رنگوں کی جھنڈیوں سے خوب آراستہ کیا گیا۔ حاضرین میں غیر احمدی احباب کے علاوہ غیر مسلموں کی تعداد بھی کافی اور تسلی بخش تھی۔

یہ جلسہ رات کے ۱۲ بجے ختم ہوا تھا اس لئے اراکین وفد نے رات ادونی میں ہی گذاری اور دوسرے دن بروز ہفتہ صبح ۹ بجے بذریعہ جیپ کار دیو درگ کے لئے روانہ ہوئے۔ ہم رائچور سے ہوتے ہوئے شام کو چار بجے دیو درگ پہنچے۔ احباب جماعت نے ہمارا استقبال کیا۔

جلسہ دیو درگ

جماعت احمدیہ دیو درگ کا سالانہ جلسہ ۲۷ر مارچ بروز ہفتہ بوقت ۹ بجے شب بمقام میدان درگاہ حضرت محمد حسین صاحب منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت مکرم مولوی بشیر احمد صاحب نے کی۔ خاکسار کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم محمد عبد الغنی صاحب کی نظم کے بعد مکرم مولوی نعیض احمد صاحب مبلغ یادگیر نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریر کرتے ہوئے آپ کے عفو و درگذر، رواداری، قوت قدسی وغیرہ اوصاف بیان فرمائے۔

اس کے بعد خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ بعدہ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب فاضل نے جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ انسان کی ضروریات صرف خوراک پوشاک اور رہائش گاہ تک محدود نہیں بلکہ ان کے آگے بھی ایک نہایت بڑی چیز ہے جس کے ذریعہ سے انسان اپنی پیدائش کی غرض حاصل کر سکتا ہے۔ وہ ہے خدا کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرنا اور اس طرح روحانی طور پر ترقی کرنا۔ اس غرض کے لئے خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ اس جلسہ کی آخری تقریر مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب نے کی جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم شدہ جماعت احمدیہ کے علمی کارناموں کی وضاحت فرمائی۔ مکرم صاحب صدر نے آخر میں جماعت احمدیہ پر کئے گئے الزامات کا بہترین رنگ میں جواب دیا اور تمام مسلمانوں کو خصوصاً دعوت دی کہ وہ جماعت کے قریب ہو کر اس کا مطالعہ کرنے کی کوشش کریں۔ صدارتی تقریر اور دعا کے بعد یہ جلسہ ٹھیک ۱۲ بجے ختم ہوا۔ اس جلسہ میں بھی حاضری کافی تھی۔ اور تمام لوگ آخر تک جلسہ گاہ میں بیٹھ کر تقاریر سنتے رہے۔

اس جلسہ کو روکنے اور لاؤڈ سپیکر کی اجازت نہ دلانے کے لئے مخالفوں کی طرف سے بہت کوشش کی گئی تھی۔ جس کو خدا تعالےٰ نے ناکام بنا دیا۔ اور جلسہ کو کامیابی سے منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دوسرے دن مورخہ ۲۸ر مارچ بروز اتوار ۹ بجے صبح ہم اراکین وفد بذریعہ جیپ کار روانہ ہوئے اور ۱۰ بجے کے قریب رائچور پہنچے۔

جلسہ پیشوایانِ مذاہب

یہاں کا سالانہ جلسہ بصورت جلسہ سیرت پیشوایانِ مذاہب منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ کی تشہیر بذریعہ خوبصورت پوسٹر اور چھوٹے چھوٹے پمفلٹوں کے علاوہ پورے شہر میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ منادی کر کے کی گئی۔ جلسہ گاہ یہاں کے رائل پرنٹنگ پریس کے سامنے وسیع میدان میں تیار کی گئی۔ اور خوبصورت جھنڈیوں اور بانرز کے ذریعہ خوب مزین کیا گیا۔

یہ جلسہ رائچور کے مشہور اور کامیاب ایڈووکیٹ شری مان ناگپا کی زیر صدارت ٹھیک ۹ بجے شب شروع ہوا۔ خاکسار کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم نصرت اللہ صاحب غوری کی نظم کے بعد مکرم مولوی نعیض احمد صاحب مبلغ یادگیر نے افتتاحی تقریر کی۔ جس میں آپ نے جماعت کے زیر اہتمام جلسہ پیشوایانِ مذاہب منانے کی غرض و غایت اور اکناف عالم میں پیشوایانِ مذاہب کے احترام کو قائم کرنے کے لئے کی جا رہی والی مساعی کا ذکر فرمایا۔

اس کے بعد خاکسار نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ کی تعلیمات جو کہ مساوات، رواداری اور قیام امن کے لئے آپ نے دنیا کے سامنے پیش فرمائی تھیں ان کا تفصیل سے ذکر کیا۔

بعدہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل نے سیرت سری کرشن پر تقریر کرتے ہوئے حضرت کرشن جی مہاراج کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ مذاہب کے درمیان منافرت ایک دوسرے کی تعلیم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے دور ہو جانے کی بناء پر آج ہم سب مختلف قسم کی غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں نہایت ہی وضاحت کے ساتھ توحید باہم اتحاد و محبت، مساوات و رواداری وغیرہ امور میں اسلام اور ہندو مذہب کی مشترکہ تعلیمات پر روشنی ڈالی۔ آپ نے اپنی تقریر کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کرشن ثانی کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی صداقت کے دلائل بھی بیان فرمائے۔

محترم مولانا صاحب کی اس تقریر کے بعد برادرم عبد الصمد صاحب یادگیری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد شری پانڈو رنگا راؤ صاحب نے ایک مختصر تقریر کی جس میں آپ نے پیشوایانِ مذاہب کی سیرت و سوانح بیان کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے کی جانے والی کوششوں کو بہت سراہا۔ آپ نے کہا کہ اس قسم کے جلسے بھی یاترا اور جوگ وغیرہ سے کم نہیں۔

اس کے بعد محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت بیان کرتے ہوئے آپ کی آمد کا مقصد، مذاہب و اقوام مختلف کے مابین صلح و آشتی کی بنیاد رکھنے کے لئے آپ کی مساعی، حکومت وقت کے وفادار رہنے کے لئے آپ کی تعلیم اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان نبوت سے فیضیاب ہو کر آپ کے دعوےٰ نبوت وغیرہ امور پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

محترم مولوی صاحب کی اس تقریر کے بعد حیدرآباد کے ایک مشہور شاعر جن کو اس جلسہ کے لئے منتظمین کی طرف سے خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ علمی آفندی صاحب نے گلدستہ کے عنوان پر اپنا کلام پیش کیا۔ جس سے تمام سامعین بہت ہی محظوظ ہوئے۔ علمی آفندی کے کلام سنانے کے بعد مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کی تقریر مقصود تھی۔ اور یہی اس جلسہ کی آخری تقریر تھی۔ آپ نے اردو

شاعری پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام، جو خواہ وہ نظم کی صورت میں ہو یا کہ نثر کی صورت میں ہو۔ جو فصاحت۔ بلاغت اور تشبیہ و استعارہ کی ندرت پائی جاتی ہے۔ اس کی وضاحت کی۔ آپ نے بتایا کہ خواجہ الطاف حسین حالی سے پہلے جو شخص بنی نوع انسان کے عقائد۔ خیالات اور معاشرت کی اصلاح کے لئے اردو ادب کے ذریعہ زبردست جدوجہد کر رہا تھا۔ وہ وہی انسان تھا جن کا پیغام پھیلانے کے لئے آج یہ جلسہ منعقد کیا گیا ہے۔ الطاف حسین حالی اور اقبال جو اردو ادب کے بڑے انشاء پرداز اور شاعر مانے جاتے ہیں۔ ان سبھوں نے آپ کے منظوم کلام اور دیگر اردو تصانیف سے استفادہ کیا ہے۔ پھر آپ نے اس بات پر اظہار افسوس کیا کہ انگریزی کا دور دورہ ہونے کی وجہ سے اردو زبان بے مائیگی کا شکار ہو رہی ہے اور باوجود اس کے اردو کے خدمت گزار ادب میں شمار کئے جاتے ہیں علاوہ ازیں اب اردو کی ترقی جماعت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور آج یہ جماعت عالمگیر طور پر اردو زبان کی جیسی شاندار خدمت انجام دے رہی ہے۔ اس کی دوسری کوئی جماعت نظیر نہیں پیش کر سکتی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی تقریر کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف پیغام صلح کا ذکر کیا۔

اس کے بعد صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں بتایا کہ ہر مذہب میں کچھ نہ کچھ اصول ضرور ہوتے ہیں۔ خاص طور پر ہر مذہب مساوات کی تعلیم کو اپنا لیتا ہے۔ لیکن آج ہر مذہب اس تعلیم کو بھول چکا ہے اسی لئے حکومت کو اس بات پر زور دینا پڑا کہ ملک میں سماجی مساوات اور یکجہتی قائم کی جائے اور آج ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ مذہب حکومت میں مجبوراً ضم ہوتا جا رہا ہے۔

آپ نے دوران تقریر میں کہا کہ احمدیہ جماعت ہمیں اسباب کی طرف غور و فکر کی دعوت دیتی ہے کہ اہل مذاہب جہاں اپنے اپنے مذہبوں کی تعلیم کو سیکھنے اور عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ دوسرے مذاہب کی تعلیمات کو بھی اپنانے کی کوشش کریں۔ غرض جو چیز حکومت خود کر رہی ہے وہی چیز اور وہی باتیں جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔

صاحب صدر کی اس تقریر کے بعد خاکسار نے تمام معززین و حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور اس طرح یہ جلسہ نہایت ہی خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔

بفضلہ تعالیٰ اس جلسہ میں مختلف مذاہب والوں کا کافی مجمع تھا۔ اور حلقہ کے لوگوں کے اندر اور باہر بہت زیادہ تھے جو لفظ بہ لفظ

یہاں خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اس جلسہ کی کامیابی کا سہرا زیادہ تر مکرم عبد الکریم صاحب احمدی مالک رائل پولیس کے سر ہے جن کی انتھک مساعی کی وجہ سے یہ جلسہ اتنا کامیاب رہا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

یہ امر بھی یہاں خصوصیت سے ذکر کیا جاتا ہے کہ جماعتہائے احمدیہ اڈگور، دیودرگ اور رائچور کے جلسوں کے اخراجات کا ایک کثیر حصہ اور لاؤڈ سپیکر کے پورے اخراجات جماعت احمدیہ یادگیر نے برداشت کئے ہیں۔ نیز اس جماعت نے یادگیر سے رائچور تک کے لئے پورے دورہ میں مبلغین کی سہولت کی خاطر اپنی جیپ کار معہ ڈرائیور کے وقف کی تھی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

روانگی برائے ہبلی دھارواڑ

ہم اراکین وفد رائچور سے صبح ۵ بجے بذریعہ ریل روانہ ہو کر شام ۱/۲ ۴ بجے ہبلی پہنچے۔ جہاں سٹیشن پر جناب منظور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ اور مکرم حکیم عبد الرحمن صاحب ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے۔ ہم سب اسی وقت دھارواڑ کے لئے روانہ ہوئے اور ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد ہم دھارواڑ پہنچے۔ ہمارے قیام و طعام کا انتظام محترم قاضی امیر الدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر کے دولت خانہ پر تھا۔ موصوف نے ہمارے آرام اور دیگر سہولیات کے لئے ہر ممکن کوشش فرمائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین ثم آمین۔

جلسہ دھارواڑ

جماعت احمدیہ دھارواڑ کی طرف سے جلسہ کا انتظام کینرا بینک کے سامنے وسیع اور کھلی جگہ پر کیا گیا۔ جہاں پر لوگوں کی زیادہ تر آمد و رفت ہوتی ہے۔ مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب کی زیر صدارت رات کے ٹھیک ۹ بجے جلسہ کا آغاز خاکسار کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم افضل خاں صاحب کی نظم سے ہوا۔ سب سے پہلے مکرم قاضی امیر الدین صاحب نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے جلسہ کے انعقاد کی غرض و غایت بیان فرمائی اور جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام اکناف عالم میں کی جانے والی تبلیغی سرگرمیوں کا اختصار سے ذکر فرمایا۔ اس کے بعد خاکسار نے ظہور مہدی علیہ السلام پر تقریر کرتے ہوئے آپ کی آمد کی علامات یعنی خسوف و کسوف خروج دجال دابۃ الارض یاجوج و ماجوج وغیرہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ بعدہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل نے سعدی زبان میں تقریر کرتے ہوئے اس زمانہ کے مرسل انذار کے پیغام کے متعلق نہایت وضاحت سے تبصرہ فرمایا۔ آخر میں مکرم مولوی مسیح اللہ صاحب فاضل نے

احمدیت یعنی حقیقی اسلام پر تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی قرآن کریم کے متعدد دلائل کے ذریعہ وضاحت فرمائی۔ اس کے بعد مکرم حکیم صاحب نے ان ہر سہ تقاریر کا خلاصہ انگریزی زبان میں ترجمہ کر کے سنایا۔ اس کے بعد دعا ہوئی۔ اور یہ جلسہ خیر و خوبی سے رات کے ٹھیک ۱۲ بجے اختتام پذیر ہوا۔

اس جلسہ کے متعلق پورے شہر میں بڑے بڑے پوسٹروں اور چھوٹے چھوٹے پمفلٹوں کے ذریعہ تشہیر کی گئی تھی۔ نیز مقامی اخباروں میں بھی اس جلسہ کی خبر شائع ہوئی تھی۔

جلسہ عام ہبلی

ہمارا یہ تبلیغی وفد ۱۳ مارچ کو بعد دوپہر بذریعہ موٹر دھارواڑ سے ہبلی کے لئے روانہ ہوا۔ یہاں جلسہ کا انتظام اسی جگہ پر کیا گیا جو کہ شہر ہبلی کا مرکزی مقام ہے۔ جس کا نام ہے "درگدبیل"۔ یہ ایسا مقام ہے کہ جہاں لوگوں کا چوبیس گھنٹے ہجوم رہتا ہے اور بڑا تجارتی مرکز ہے۔

اس جلسہ کی بھی صدارت محترم حکیم مولوی محمد دین صاحب نے فرمائی۔ خاکسار کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم افضل خاں صاحب کی نظم کے ساتھ ہی جلسہ کا آغاز رات کے ٹھیک ۹ بجے ہوا۔ سب سے پہلے خاکسار نے حضرت عیسیٰ بن

مریم علیہ السلام کی وفات قرآن کریم اور اقوال رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ثابت کرتے ہوئے تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم مولوی مسیح اللہ صاحب نے حقیقت ختم نبوت پر تقریر کرتے ہوئے احیائے نبوت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت پر نہایت ہی سلیس اور عام فہم زبان میں وضاحت فرمائی۔ اس جلسہ کی آخری تقریر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب نے کی جس میں آپ نے موجودہ زمانہ کی حالت کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اور سابقہ کتب کی پیشگوئیوں کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو برحق ثابت فرمایا

آخر میں محترم صاحب صدر نے اپنی تقریر میں اسی موضوع پر وضاحت فرمائی کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہی ہو رہی ہے۔ دعا کے بعد یہ جلسہ ٹھیک ۱۲ بجے شب برخواست ہوا۔

اس جلسہ کی بھی اطلاع بذریعہ پوسٹر چھوٹے چھوٹے اشتہارات اور اخباروں کے ذریعہ تمام اہل شہر کو پہنچا دی گئی تھی۔ علاوہ ازیں صبح سے ہی لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ بھی شہر میں جلسہ کے متعلق منادی کی گئی تھی۔ جس کے نتیجہ میں حاضری تسلی بخش تھی

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دورہ کو نتیجہ خیز بنائے اور جملہ تقاریر میں تاثیر پیدا کرے آمین۔ (باقی آئندہ)

اضافۂ مال کا گُر

(از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا۔ بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال چھوڑتا ہے۔ وہ ضرور اُسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے۔ تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا"

خاکسار

ناظر بیت المال قادیان

رانچی میں ایک ماہ

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ علاقہ بہار

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ خاکسار تبلیغ و تربیت کی غرض سے ایک ماہ رانچی میں مقیم رہا۔ بہ قیام محترمی خان بہادر الحاج سید محی الدین احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ رانچی کی تحریک اور حضرت ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان دار الامان کی اجازت سے عمل میں آیا۔ مختصر کوائف درج ذیل ہیں:۔

۱۲ر فروری کو مظفرپور سے پٹنہ پہنچا۔

۲۲ر کو محترمی ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب کے دولتکدہ پر جلسہ مصلح موعود منعقد ہوا۔ جس کے بعد سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ الودود کی کامل شفایابی کے لئے اجتماعی صدقہ و دعا کا بھی اہتمام کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ حضور کو شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمادے۔ آمین۔

۲۳ر صبح دس بجے رانچی پہنچ گیا۔ جناب سید صاحب کے دولتکدہ پر قیام رہا۔ اس جگہ تقریباً ہر روز قرآن کریم کا درس دینے کا موقعہ ملتا رہا۔ جس میں احباب جماعت کے علاوہ بعض عایت پردہ مستورات بھی درس میں شرکت فرماتی رہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علوم قرآنی سے متمتع ہونے کی پوری پوری توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

تقرر امام

ایک زیر تبلیغ اہلحدیث دوست، مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی ایک تصنیف لے آئے۔ اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں اس کتاب کو پڑھتا جاؤں گا اور آپ اس کا جواب دیتے چلے جائیں۔ یہ سلسلہ بوقت شب کئی روز تک جاری رہا۔

مصنف نے مسئلہ امامت و خلافت پر بحث کی ہے۔ اور آغاز کلام میں یہ حدیث بطور تمہید درج کی ہے کہ "مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً"۔ یعنی جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔

اس حدیث کو پیش کرنے کے بعد مصنف کا فرض تھا کہ وہ زمانہ کے امام کی نشاندہی کرتا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام پر اعتراض کرنے شروع کر دیئے ہیں کہ یہ موجودہ زمانہ کے امام نہیں ہو سکتے اس سے مصنف کا عجز ظاہر و باہر ہے

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم، احادیث اور بزرگان سلف کے کلام میں جس تفصیل کے ساتھ دور حاضرہ کے امام کی علامات بیان فرمائی گئی ہیں۔ اس کی نظیر تلاش کرنا شاید و باید والا معاملہ ہے۔ مثلاً مقررہ تاریخوں میں خسوف و کسوف ہونا۔ نئی نئی سواریاں نکلنا، عیسائیت کا عروج اور کسر صلیب۔ نشر و اشاعت صحف کا اہتمام خاص، دجالی تحریکیں، یاجوج ماجوج (روس اور امریکہ) اور آسمان پر تیر پھینکنا اور خون آلودہ ہو کر واپس آنا (راکٹ) وغیرہ بے شمار علامات ہیں۔ جو مقدس کتب میں بتائی گئی ہیں۔ اور ان سب کا مرکزی نقطہ امام الزمان کا ظہور بیان کیا گیا ہے۔ پس جبکہ یہ تمام علامات نہایت صفائی سے پوری ہو چکی ہیں۔ تو لازم آیا کہ امام الزمان کا ظہور بھی ہو چکا ہے۔ ادھر اس قسم کا دعویٰ دور حاضرہ میں صرف حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہے آپ کے مقابل پر کسی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ غیر احمدی علماء حضور اقدس پر اعتراضات تو کرتے ہیں لیکن آپ کے مقابل پر کسی دوسرے مدعی امامت و خلافت کو پیش نہیں کر سکتے۔ گذشتہ سالوں میں اہلحدیث علماء اور بعض اخبارات نے اس حقیقت کا صاف اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ جب تک ہمارا کوئی خلیفہ اور امام نہ ہو۔ ہم قعر مذلت سے نہیں نکل سکتے۔ حکمت خداوندی کہ صرف پاکستان کے اہلحدیث فرقہ میں ایک کی بجائے دو امامت کے دعویدار اٹھ کھڑے ہوئے۔ تو یہ معاملہ ایک تیسرے اہلحدیث عالم کے سامنے پیش کیا گیا کہ کس کو جائز امام تسلیم کیا جائے؟ انہوں نے دونوں اماموں کو کالعدم قرار دے دیا۔ اس کے بعد اہلحدیث دوست فروعات امام کے مسئلہ کو بھولتے چلے جا رہے ہیں۔

سچی بات تو یہ ہے کہ عصر حاضر کے علماء اور عوام اگر آیت استخلاف پر ہی غور کریں تو یہی ایک آیت کریمہ ہدایت کے لئے کافی ہے۔ اس میں مؤمنین اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں کو پورا پورا یقین دلایا گیا ہے کہ ان میں بھی ایسے ہی خلیفے مقرر ہوں گے جیسے پہلے لوگوں میں مقرر ہوئے اور ان کی خصوصی علامات بھی بتادی گئی ہیں کہ ان کے ذریعہ سے تمکین

دین ہوگا اور خوف کی حالت وارد ہونے پر اسے امن سے بدل دیا جائے گا۔ چنانچہ آج مشاہدہ اس آیت کریمہ کے لفظ لفظ کی تصدیق کر رہا ہے کہ جماعت احمدیہ ہی وہ جماعت ہے جس میں سلسلہ خلافت قائم ہے اور اسی جماعت کے ذریعہ سے ایک تنظیم کے ماتحت زمین کے کناروں تک تمکین دین کا فریضہ انجام پا رہا ہے۔ اور مخالفین کی طرف سے سخت مخالفتوں اور بڑی بڑی مزاحمتوں کے ذریعہ سے جب کبھی جماعت پر خوف کی حالت وارد کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس حالت کو امن سے بدل دیتا ہے اور جماعت کی ترقی میں کبھی کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ پس یہ آیت کریمہ روز روشن کی طرح بتا رہی ہے کہ آج کرۂ ارض پر کون سی جماعت ہے جو ایمان و عمل سے آراستہ ہے۔

ایک گیانی صاحب

گوردوارہ رانچی میں بھی خاکسار کی ایک تقریر ہوئی۔ جس کی رپورٹ "بدر" میں شائع ہو چکی ہے۔ گیانی مالک سنگھ صاحب سے ایسے موقعہ پر ملاقات ہوئی جبکہ ایک دوسرے گیانی صاحب جو حال ہی میں پنجاب سے تشریف لائے ہیں۔ آپ سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ نو وارد گیانی صاحب بھی محترمی سید صاحب کی کوٹھی کے قریب ہی مقیم ہیں۔ آپ سے جب تعارف ہوا تو آپ نے بتایا کہ میں قادیان بھی جا چکا ہوں۔ منارۃ المسیح اور مساجد وغیرہ دیکھیں اور جماعت احمدیہ کے عقائد و نظریات پر غور کرنے کا بھی موقعہ ملا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مجھ پر احمدیت کی باتوں کا اتنا گہرا اثر ہوا ہے۔ کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید مجھے بھی احمدیت قبول کرنا پڑے گی۔ اس لئے میں تو جان چھڑا کر قادیان سے بھاگا ہوں۔

خاکسار نے کہا کہ آپ بھاگے ضرور ہیں لیکن قادیان والے بھی بڑی مستعدی سے آپ کا تعاقب کئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ آپ جس مکان میں مقیم ہیں۔ یہ مکان ایک مخلص احمدی کی کوٹھی کے پاس ہی ہے۔ گیانی صاحب نے فرمایا کہ مجھے بھی معلوم ہوا تھا کہ یہ کوٹھی ایک کٹر مسلمان کی ہے۔

قادیان اور مرزا مہدی

جناب گیانی مالک سنگھ صاحب کے سامنے خاکسار نے گرنتھ کا یہ مصرعہ پیش کیا کہ ؎

"وخت نہ پایو قادیاں جے لکھن لیکھ قرآن"

یعنی گورو صاحب سکھوں کو حکم دیتے ہیں کہ تم اس وقت قادیان کو مشکلات میں نہ ڈالنا جبکہ وہاں سے قرآن کریم کی تفسیر

لکھی جا رہی ہوگی۔ یہ ایک پیشگوئی تھی۔ جو ۱۹۴۷ء میں پوری ہو گئی جبکہ قادیان میں "تفسیر کبیر" لکھی جا رہی تھی اور قرآن کریم کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو رہا تھا۔ آج سے پانچ سو سال قبل کون کہہ سکتا تھا کہ قادیان ایک ایسا مقام ہوگا جہاں مسیح موعود کے مبعوث ہونے کی وجہ سے قرآن کا اس مقام سے گہرا تعلق اور ربط پیدا ہو جائے گا۔ بلاشبہ یہ سب کچھ عالم الغیب خدا نے ہی حضرت گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا تھا۔ گیانی صاحب نے اس استدلال کو تسلیم کیا۔

حدیث نبوی میں مہدی کی جائے خروج "کدعہ" بتائی گئی ہے۔ اور القرویہ میں احمد نامی مامور من اللہ کی جائے ماموریت "قدون" بتائی گئی ہے۔ یہ اختلاف اس وجہ سے ہے کہ دوسری زبان میں جب کوئی لفظ جاتا ہے تو تلفظ میں کچھ نہ کچھ فرق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ پیشگوئی کا تعلق پنجاب سے تھا اس لئے پنجابی بزرگ حضرت گورو نانکؒ نے جہاں پیشگوئی بیان فرمائی ہے وہاں صاف "قادیان" کا لفظ موجود ہے اور تلفظ میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوا۔

خاکسار نے گیانی صاحب کے سامنے گرنتھ صاحب کا یہ مصرعہ بھی پیش کر دیا کہ ؎

"رہے الس مہدی میر"
(دسم گرنتھ)

اس سے قبل بتایا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں لوگ خدا کو چھوڑ دیں گے اور گمراہی عام طور پر پھیل جائے گی۔ اور دجالیت کا دور دورہ ہوگا۔ تب اصلاح خلق کے لئے ایک مستقل مزاج اور خلیق مامور مبعوث ہوگا۔ اور وہ "مہدی میر ہوگا"۔

اس شبد میں میر کا لفظ جو استعمال کیا گیا ہے وہ درحقیقت مرزا کا مخفف ہے کیونکہ گرنتھ صاحب میں متعدد مقامات پر حضرت بابا نانکؒ نے بابر شہنشاہ کے لئے "میر" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ گویا اس شبد میں "مرزا مہدی" کی خبر دی گئی ہے۔ گرنتھ صاحب میں "میر مکند" کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں (گرنتھ صاحب صفحہ ۷۲) جس کے معنے مرزا کرشن کے ہیں۔ اور اسی جگہ پر سری نام دیو جی کا ایک کشف بھی درج ہے کہ:۔

"دوارکا نگری کاہے کے مگول"

یعنی بھگوان دوارکا نگری میں مغل کہاں سے آگئے۔ اسی طرح نماز مصلی و قرآن کا تذکرہ کرکے کرشن جی کا نام لیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ

جے توں میر مہیت صاحب قدرت کون ہماری چارے کونٹ سلام کرینگے گھر گھر صفت تماری

یعنی اگر تو نے مرزا کو زمین کا مالک بنایا ہے تو ہماری کیا طاقت ہے؟ اس کو چاروں

کو ہٹ سلام کریں گے اور گھر گھر بہت تیری تعریف ہوگی۔

ان پیشگوئیوں میں بالوضاحت بتا دیا گیا ہے کہ آنے والا مہدی اور کرشن اوتار مرزا ہوگا۔ اور حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا یہی دعوےٰ ہے۔ اور دنیا ابھی اپنی منفعت حضرت کے موعود کی منتظر دکھائی دیتی ہے:۔

مہہ کلنک اوتار آ آ اسے امام وہ جہاں منتظر ہیں ہم کہ اب ہوتا ہے تیرا کب ظہور
تو مسلمانوں کا مہدی تو نصاریٰ کا مسیح
تو شاہ سکان لیستی تو شہنشاہ ظہور
(ویر بھارت لاہور کرشن نمبر اگست ۱۹۳۷ء)

جناب گیانی صاحب کو یہ سب حوالے زبانی یاد تھے آپ خود ہی سیاق و سباق پڑھ کر سناتے رہے اور قادیان دارالامان کی زیارت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ وہ جلسہ سالانہ پر قادیان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

قاضی شہر سے ملاقات

رانچی شہر کے قاضی جناب مولانا صدوفی جمالی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ کسی زمانہ میں احمدیت کے سخت مخالف تھے۔ چند سال سے احمدیت کی مخالفت سے تائب ہو چکے ہیں۔ اور سلسلہ عالیہ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ قاضی صاحب موصوف کی خدمت میں کچھ لٹریچر پیش کیا گیا جو آپ نے بڑے احترام سے قبول کیا۔ سلسلہ کلام مسلمانوں کی بدحالی و نکبت کی طرف مڑ گیا۔ خاکسار نے بتایا کہ مسلمانوں سے اس زمانہ میں ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہو رہا ہے کہ مامور زمانہ کی انہوں نے سخت توہین کی ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کے کسی بھی مامور کی توہین ہمیشہ عذاب الٰہی کو کھینچ لاتی رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

اگر مسلمان حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتے ہیں تو کم از کم مامور من اللہ کی تکذیب و توہین سے باز آ جانا چاہیئے۔ تاکہ مکذبین کے انجام سے بچ جائیں۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ بعض علماء سوء توہین و تکذیب کا پیشہ اختیار کر لیتے ہیں۔ وہ سربرآوردہ مسلمان بھی انہی کی پشت پناہی کرنے لگتے ہیں۔ جناب صدوفی صاحب نے بھی ایسے لوگوں کی مذمت کی۔ خاکسار نے عرض کیا کہ مولوی نظام الدین صاحب صدر جمعیۃ العلماء رانچی نے ایک مرتبہ دوران مباحثہ میں خاکسار کے سامنے ایک دستخطی تحریر پیش کی تھی کہ:۔

"مولوی ثناء اللہ نے مباہلہ کیا اس کے نتیجہ میں مرزا صاحب کو ذلت کی موت ہوئی"۔

اس تحریر پر خاکسار نے ایک کھلا چیلنج پیش کیا تھا کہ:۔

"آپ نے خدا تعالےٰ کے مقدس مسیح و مہدی کے لئے جو "ذلت" کا لفظ استعمال کیا ہے اس لفظ کے آپ خود ہی اس وقت تک مورد و مصداق بنے رہیں گے جب تک کہ آپ اپنے مرقومہ دعوے کو ثابت نہ کر دیں۔ اور ہماری طرف سے آپ کو یہ ایک کھلا چیلنج ہے کہ آپ کبھی بھی یہ ثابت نہ کر سکیں گے کہ:۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب سے مباہلہ کیا"۔ (چٹھی محررہ ۲۵؍۴؍۶۱)

اس چیلنج کے ساتھ مطالبہ کیا گیا تھا کہ مولوی نظام الدین صاحب بتائیں کہ کس شہر اور مقام پر کن علماء و عوام کے سامنے اور کس ماہ و تاریخ کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ مباہلہ کیا تھا۔ اور کس اخبار میں اس مباہلہ کی رپورٹ چھپی تھی۔ یہ چیلنج بارہا مولوی نظام الدین صاحب کے سامنے پیش کیا گیا ہے جس کے جواب میں موصوف کو کبھی ایک لفظ بھی لکھنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ خاکسار نے یہ بھی لکھا تھا کہ جبکہ مولوی صاحب کے پاس اس چیلنج کا کوئی جواب نہیں ہے تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے کر تحریری معافی مانگ لیں۔ اور اس چیلنج کی نقول بھی علماء رانچی اور سرکردہ مسلمانوں کو بھیجی گئی تھیں۔ لیکن کسی کو اتنی اخلاقی جرأت نہیں ہوئی کہ مولوی نظام الدین صاحب کو سمجھاتے۔

مولانا صدوفی جمال صاحب نے فرمایا کہ میں نے بارہا ان سے کہا ہے کہ یا تو آپ چیلنج کا جواب دیں اور یا تحریری معافی مانگ لیں دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنا مولوی نظام الدین صاحب کے لئے ناگزیر ہے۔ لیکن مولوی نظام الدین صاحب یہی کہتے ہیں کہ ایک کتاب کی تلاش ہے وہ مل جانے پر جواب دوں گا۔ گویا چار سال سے موصوف کو ایک کتاب کی تلاش ہے جو نہیں مل رہی کم از کم وہ ہمیں ہی اس کتاب کا نام بتا دیں ہم تلاش کر کے وہ کتاب ان کے ہاتھ میں دے دیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ مولوی نظام الدین صاحب اس بات کو اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے ساتھ کوئی مباہلہ نہیں کیا تھا۔ وہ محض دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے معافی مانگنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور جب کبھی اس علاقہ میں جماعت احمدیہ کسی نئی جگہ قائم ہوتی ہے تو نہایت ڈھٹائی سے مخالفت میں بھی پیش پیش رہتے ہیں۔ چنانچہ "مسلیہ" اور "اٹکی" میں جہاں نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں مولوی نظام الدین صاحب نے سخت مخالفت کی لیکن بالآخر انجام کار انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ کیا آپ لوگوں کا فرض نہیں ہے کہ موصوف کو توجہ دلائیں؟

قاضی شہر مولانا صدوفی جمال صاحب نے فرمایا کہ اس واقعہ کو ایک مرتبہ پھر اخبارات میں شائع کر دیا جائے۔ تاکہ ہم لوگ پھر سے انہیں سمجھانے کی کوشش کریں۔ پس اسی غرض کے تحت یہ واقعہ پھر اخبار میں شائع کروایا جا رہا ہے۔

امارت شرعیہ بہار کا کردار

مکرم شفیق عالم صاحب ٹھیکیدار کے ڈیرہ پر بھی ایک مجلس میں مولوی نظام الدین صاحب کی اس ناواجب حرکت کو پیش کیا گیا۔ اکثر لوگ چونکہ اس واقعہ کو اچھی طرح سے جانتے ہیں اس لئے اکثر دوستوں نے مولوی نظام الدین صاحب کی اس قبیح حرکت پر ملامت کی لیکن ایک دوست نے فرمایا کہ اس کا آسان طریق یہ ہے کہ آپ اس معاملہ کو امارت شرعیہ بہار میں پیش کر دیں۔ مولوی نظام الدین صاحب چونکہ اس کے رکن ہیں اس لئے امیر شریعت ان کے خلاف کوئی کارروائی کریں گے خاکسار نے عرض کیا کہ بہت خوب! یہاں

یک نہ شد دو شد

والا معاملہ ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ دو سال کا عرصہ گذرا ہے کہ خانقاہ رحمانی مونگھیر جس کے سجادہ نشین امیر شریعت مولوی منت اللہ صاحب نے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک اشتہار شائع کیا جس کا نام انہوں نے "اسلام اور قادیانی" رکھا اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "کشتی نوح" کی طرف یہ جملہ منسوب کیا کہ:۔

"حضرت مریم علیہا السلام کو ناجائز حمل تھا" العیاذ باللہ۔

اور اس اشتہار کو صوبہ بہار اور کلکتہ میں بہت زیادہ تعداد میں تقسیم کیا اس بدترین حملہ کو جماعت کی طرف منسوب کرنے کے بعد مسلمانوں اور عیسائیوں میں جس شدت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال پھیل سکتا ہے۔ اور پھیلا۔ وہ ظاہر و باہر ہے۔ اور حقیقت صرف یہ تھی کہ یہ بدترین جملہ احمدیہ لٹریچر میں ہرگز موجود نہیں ہے۔ یہ محض خانقاہ رحمانی مونگھیر کی بددیانتانہ تحریف اور بددیانتی کا ایک شاہکار تھا۔ چنانچہ خاکسار نے اس کا جواب "اسلام اور خانقاہ رحمانی مونگھیر" کے عنوان سے شائع کیا۔ اور اس میں مندرجہ ذیل الفاظ میں چیلنج کیا کہ:۔

"اگر وہ محولہ عبارت میں یہ جملہ دکھا دیں کہ "حضرت مریم علیہا السلام کو ناجائز حمل تھا" تو راقم الحروف انہیں یکصد روپیہ انعام دینے کو تیار ہے اور اگر وہ ایسا نہ دکھا سکیں اور ہرگز نہ دکھا سکیں گے تو وہ خدا تعالےٰ کے غضب سے ڈریں اور اپنی غلطی کا اعتراف کر کے تمام مسلمانوں سے تحریری معافی مانگیں"۔

(اسلام اور خانقاہ رحمانی مونگھیر)

آج تک نہ امیر شریعت صاحب نے چیلنج کا جواب دیا ہے اور نہ ہی تحریری معافی مانگی ہے۔ بلکہ ایک سال سے زیادہ ہوتا ہے خانقاہ رحمانی مونگھیر نے ایک دوسرا ٹریکٹ جماعت احمدیہ کے خلاف شائع کر دیا جس کا نام رکھا۔

"قادیانیت اپنے آئینہ میں"

اس میں پہلے اشتہار اور چیلنج کا تذکرہ تک نہیں کیا گیا۔ خاکسار نے اس کا جواب "خانقاہ رحمانی مونگھیر اپنے آئینہ میں" کے عنوان سے شائع کیا۔

خانقاہ رحمانی مونگھیر نے اس ٹریکٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف اربعین کی طرف یہ جملہ منسوب کیا کہ:۔

"میں خدا کا رسول ہوں اور صاحب شریعت نبی ہوں"۔

خاکسار نے اس پر بھی ایک دوسرا چیلنج ان الفاظ میں پیش کیا کہ:۔

"اس تحریر پر ہمارا چیلنج ہے کہ اگر یہ تحریر بالفاظ محولہ تصنیف اربعین میں دکھا دی جائے تو راقم الحروف اس تحریر کے ناقل مستور کو دوصد روپے نقد انعام پیش کرے گا۔ اور اگر وہ یہ تحریر نہ دکھا سکیں اور ہرگز نہ دکھا سکیں گے۔ تو ہماری طرف سے صرف یہ مطالبہ ہے کہ ناقل مستور اخلاقی قدروں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی غلطی کا تحریری طور پر اعتراف کرے"۔ (خانقاہ رحمانی مونگھیر اپنے آئینہ میں صلا)

یہ دو چیلنج ہیں جو خانقاہ رحمانی مونگھیر اور آپ کے امیر شریعت مولانا منت اللہ صاحب کے سر پر ہیں۔ ہمارا فرض ہے اس موقعہ پر محرک موصوف کو ایک مطبوعہ ٹریکٹ بعنوان "خانقاہ رحمانی مونگھیر اپنے آئینہ میں" بھی دیا گیا۔ جس میں یہ دونوں چیلنج مندرج ہیں۔ یہ واقعات سن کر سب لوگ سکتہ میں آ گئے (باقی ص۱۲ پر)

وصایا

نوٹ:- یہ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کیا جاتا ہے تاکہ اگر کسی کو کسی وصیت کے بارہ میں کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو اس کی اطلاع دیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۱۳ میں ڈاکٹر محمد یونس ولد سید محمد یوسف صاحب قوم سید پیشہ ڈاکٹری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ رام سر ڈاکخانہ بھاگلپور سٹی ضلع بھاگلپور بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۴/۷۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے والد صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حیات ہیں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت میری ماہوار آمد قریباً چار صد روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی

نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد ڈاکٹر محمد یونس ایم بی بی ایس۔ گواہ شد مرزا منور احمد معاون ناظر بیت المال قادیان نزیل بھاگلپور۔ گواہ شد محمد حفیظ بقا پوری ایڈیٹر بدر قادیان حال وارد بھاگلپور ۸/۴/۷۳

وصیت نمبر ۱۴۱۴ میں امۃ السلام تبسم اہلیہ ڈاکٹر محمد یونس قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن بھاگلپور ڈاکخانہ خلیفہ باغ بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۴/۷۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

۱- زیورات مالیتی ڈیڑھ ہزار روپیہ ۲- حق مہر بذمہ خاوند مبلغ پانچ ہزار روپیہ

۳- ایک عدد مشین سلائی قیمتی ۔/۲۲۵ روپیہ۔

اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد حصہ جائیداد داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم اور ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

(۴) اگر اس کے علاوہ اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو گی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۵) اس کے علاوہ مجھے اپنے شوہر کی طرف سے مبلغ دس روپے جیب خرچ ملتا ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اور تازیست اس کا ۱/۱۰ بمد حصہ آمد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ امۃ السلام تبسم (دستخط اردو) گواہ شد ڈاکٹر محمد یونس خاوند موصیہ

گواہ شد محمد حفیظ بقا پوری ایڈیٹر بدر حال وارد بھاگلپور قادیان ۸/۴/۷۳

گواہ شد مرزا منور احمد معاون ناظر بیت المال قادیان حال وارد بھاگلپور ۸/۴/۷۳

وصیت نمبر ۱۴۱۵ میں نسیمہ بیگم اہلیہ سید محمد یوسف صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۵۱ سال پیدائشی احمدی سکنہ محلہ رام سر بھاگلپور بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۴/۷۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

حق مہر بذمہ خاوند مبلغ چار ہزار روپیہ صرف اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد حصہ جائیداد داخل کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اس کے علاوہ یا اسکے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔

نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو گی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اس کے علاوہ مجھے اپنے شوہر کی طرف سے مبلغ دس روپیہ ماہوار جیب خرچ ملتا ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور تازیست اس کا ۱/۱۰ حصہ بمد حصہ آمد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامۃ نسیمہ بیگم (دستخط اردو) گواہ شد محمد یوسف خاوند موصیہ محلہ رام سر بھاگلپور

گواہ شد محمد حفیظ بقا پوری ایڈیٹر بدر قادیان حال وارد بھاگلپور۔ گواہ شد ڈاکٹر محمد یونس صاحب ایم۔ بی بی۔ ایس محلہ رام سر بھاگلپور۔ گواہ شد مرزا منور احمد معاون ناظر بیت المال قادیان حال وارد بھاگلپور ۸/۴/۷۳

وصیت نمبر ۱۴۱۶ میں معین الدین ولد محمد سراج علی خان صاحب قوم پٹھان پیشہ زراعت عمر ۵۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۶ء ساکن محلہ رام سر بھاگلپور بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۴/۷۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے پاس اس وقت کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گذارہ دوسرے لوگوں کی زمین کاشت کرنے پر ہے جس کی سالانہ آمد تقریباً ۔/۱۸۰ روپیہ ہوتی ہے۔ میں تازیست اپنی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد معین الدین (نشان انگوٹھا) گواہ شد عبدالحکیم بقلم خود ولد عبدالحکیم صاحب محلہ رام سر بھاگلپور گواہ شد مرزا منور احمد معاون ناظر بیت المال قادیان حال وارد بھاگلپور ۸/۴/۷۳

وصیت نمبر ۱۴۱۷ میں حسن آرا بیگم اہلیہ محمد خورشید عالم صاحب قوم سید مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی ساکن خانپور بکی ڈاکخانہ تاری پور ضلع مونگھیر بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۴/۷۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔

۱- زیورات قیمتی دو ہزار روپیہ مشین سلائی قیمتی دو صد روپے

۲- حق مہر بذمہ خاوند چار ہزار روپیہ۔

اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد حصہ جائیداد داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

۳- اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو گی اس کے ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

۴- اس کے علاوہ مجھے اپنے شوہر کی طرف سے مبلغ دس روپے ماہوار جیب خرچ بھی ملتا ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور تازیست اس کا ۱/۱۰ بمد حصہ آمد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامۃ حسن آرا بیگم۔ گواہ شد محمد خورشید عالم خاوند موصیہ

گواہ شد محمد حفیظ بقا پوری ایڈیٹر بدر قادیان حال وارد بھاگلپور۔ گواہ شد مرزا منور احمد معاون ناظر بیت المال قادیان حال وارد بھاگلپور

مرکز کی ایک تعلیمی ضرورت

نظارت تعلیم و تربیت نے گذشتہ برسوں میں مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت کے پیش نظر بعض طلباء کو اپنے اخراجات پر بی۔ ٹی اور جے۔ بی۔ ٹی کی ٹریننگ دلائی تھی۔ لیکن مدرسہ تعلیم الاسلام اور نصرت گرلز اسکول ہر دو مدارس میں ہنوز ٹرینڈ اسٹاف کی مزید ضرورت ہے۔ لہٰذا امسال بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان نے نظارت ہذا کے بجٹ میں ایک طالب علم اور ایک طالبہ کی گنجائش رکھی ہے۔ بی۔ ٹی ٹریننگ کے اخراجات رکھے ہیں۔ تاکہ مدرسہ مذکور کی ٹرینڈ اسٹاف کی کمی کو حتی الامکان پورا کیا جا سکے۔ چنانچہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو بذریعہ اعلان مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر وہ اپنے بچوں کو صدر انجمن احمدیہ کے اخراجات پر بی۔ ٹی کی ٹریننگ دلانا چاہیں تو اپنی درخواستیں جلد از جلد نظارت ہذا کو ارسال فرمائیں۔ اس سلسلہ میں امیدواروں کا انتخاب ان کی تعلیمی اور اخلاقی حالت کے علاوہ میٹرک یا انٹرمیڈیٹ پاس کرنے کی ڈویژن پر بھی ہوگا۔ دوسرے صوبہ جات ہندوستان کے احباب اس امر کو بھی ملحوظ رکھیں کہ پنجاب میں ذریعہ تعلیم ہندی ہے۔ چنانچہ امیدوار کا ہندی جاننا نہایت ضروری ہے اس کے علاوہ احباب اس امر کو بھی ملحوظ رکھیں کہ صدر انجمن احمدیہ کے اخراجات پر ٹریننگ حاصل کرنے والے امیدواروں کو کم از کم پانچ سال تک صدر انجمن احمدیہ کے مدرسہ جات میں ملازمت کرنا ہوگی۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

خبرستیں

نئی دہلی ۱۹ اپریل ۔ پردھان منتری شری لال بہادر شاستری جی نے آج لوک سبھا میں انکشاف کیا کہ بھارت سرکار اس امر پر غور کرے گی کہ دہلی میں چینی سفارت خانہ کی قابل اعتراض اور بھارت کے مفاد کے منافی سرگرمیوں کے سلسلہ میں کیا کارروائی کی جائے۔ آپ نے کہا یہ درست ہے کہ چینی سفارت خانہ جس طریقہ سے کام کرتا رہا ہے وہ نامناسب ہے لیکن سر دست یہی کہا جا سکتا ہے کہ بھارت سرکار اس امر پر غور کرے گی کہ اس سلسلہ میں کیا کارروائی کی جائے۔ ابھی کسی قطعی کارروائی کا فیصلہ نہیں ہوا۔ اس سے پہلے وزیر خارجہ سردار سورن سنگھ نے بتایا کہ یہ صحیح ہے کہ یہاں بعض دکیر ننگوں کا چینی سفارت خانہ سے تعلق تھا۔

نئی دہلی ۱۹ اپریل ۔ پردھان منتری شری لال بہادر شاستری نے آج لوک سبھا میں ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہم زیر پوشش ناگا ڈن کو چھوڑ دیں گے کہ جو یہاں ناگا آنکھ کے اندر گولہ بارود لینے کے لئے پاکستان گئے تھے۔ اب انہیں ناگا لینڈ میں داخل ہونے دینا ابتدائی بندی سمجھوتہ کے منافی ہے۔

نئی دہلی ۱۹ اپریل ۔ راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن نے آج صبح اپنے عہدہ کا چارج پھر سے سنبھال لیا۔ آپ ایک ماہ ہوا آنکھ کے موتیا بند کے اپریشن کے سلسلہ میں لندن گئے تھے۔ آنکھ کا اپریشن کامیاب رہا اور آپ آج صبح واپس آ گئے ہیں۔ آپ کی عدم موجودگی میں اپ راشٹرپتی ڈاکٹر ذاکر حسین نے قائم مقام راشٹرپتی کے طور پر فرائض انجام دیئے۔

الہ آباد ۱۹ اپریل ۔ پردھان منتری شری لال بہادر شاستری نے یہاں سے ۲۷ میل دور ایک دیہاتی جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ بھارت سرکار پاکستان کے ساتھ سرحدی جھگڑا پُرامن طریقہ سے نپٹانے کے لئے تیار ہے لیکن اگر پاکستان نے ہمارے علاقہ پر قبضہ جمانے کی کوشش کی اور طاقت استعمال کی تو پھر بھارت کے سامنے اس چیلنج کا سامنا کرنے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہ ہوگا۔ پردھان منتری نے پاکستان کے ساتھ جنگ نہ لڑنے کے معاہدہ کی پیشکش کو دہرایا جو شری نہرو کے عہد میں کئی بار کی گئی تھی۔ آپ نے کہا کہ دونوں ملکوں کا فائدہ اسی میں ہے کہ سرحد کا تعین بات چیت سے کر لیا۔

راجکوٹ ۱۹ اپریل ۔ کچھ سندھ سرحد پر موجودہ کشیدگی کے پیش نظر گجرات بھر میں ہوم گارڈ کی تنظیم شہری دفاعی اقدامات تیز کر دی ہے جن میں ہوائی حملہ سے بچاؤ کے اقدامات بھی شامل ہیں۔ ہوشیاری سماج دشمن عناصر کی اطلاع دینے ہوم گارڈ وغیرہ ... شہری رضا کار سبھائی نے بتایا کہ ... کچھ اور قرب و جوار میں حفاظتی اقدامات تیز کئے جا رہے ہیں۔

قادیان کی زیارت

میں اچانک مورخہ ۲۸ کو مرزا صاحب کے پوتر استھان قادیان گیا کچھ دوستوں سے ملنے کے بعد میں دفتر امور عامہ قادیان میں گیا۔ اور جماعت احمدیہ کے بعض ممبران کی صحبت میں کچھ وقت گزارنے کا موقعہ ملا۔ اس جماعت کی رواداری اور وسعت قلبی کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ ان بھائیوں کی مہربانی سے منارۃ المسیح اور جناب مرزا صاحب کا مقبرہ اور دیگر پوتر جگہوں کی زیارت کرنے کا موقعہ ملا۔ دفتر زائرین سلسلہ احمدیہ مقدسہ گیا۔ یہاں مجھے گورو نانک دیو جی مہاراج کے چولہ کے بارہ میں بہت سی مفید معلومات حاصل ہوئیں۔ میں نے آج تک کسی قوم ادارہ یا استھان کو اس قدر سیوا پیار کرتے نہیں دیکھا جیسا احمدیہ جماعت قادیان کے ممبران کو۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے نام لیواؤں نے دنیا بھر میں شہرت اور عزت پائی ہے۔ دعا ہے کہ یہ قوم بڑھے اور اسی طرح دیش اور عوام کی خدمت بجا لاتی رہے۔

پیارے لال چیئرمین سٹیٹ ایسوسی ایشن ... پورٹر گوبند بابا نانک

جموں ۱۹ اپریل ۔ جموں و کشمیر کے وزیر اعلیٰ شری صادق نے یہاں سے ۱۰۰ میل دور جنگ بندی لائن کے قریب واقع قصبہ منڈی میں ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے جارحانہ ارادے اور اس کا چین کے ساتھ گٹھ جوڑ بھارت کی آزادی اور سلامتی کے لئے سنگین خطرہ ہے اور ہر صورت حال پر پیچیدہ پیمانہ پر تحفظ کا تقاضا کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان یا چین کو بھارت کی ایک انچ زمین نہ لینے دی جائے گی۔ پاکستان اور چین کا جو دراز ناصب ہے حالیہ سرحدی معاہدہ کا حوالہ دیا اور غیر آئینی ... انہوں نے پاکستان کی پُرزور الفاظ میں مذمت کی اور کہا کہ وہ تخریبی سرگرمیوں اور بلا اشتعال فائرنگ سے ریاست میں پُرامن حالات میں خلل ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے مگر کشمیری ایسی دھمکیوں سے مرعوب نہ ہوں گے اور انہیں آزادی سے محروم کرنے کی کوششیں ناکام بنا دی گئیں۔ انہوں نے کل پرچھو میں بھی تقریر کی۔ اور کہا کہ کشمیر پر پکار سرحدی علاقوں میں لفٹیننٹ اور ... کو سپیشل الاؤنس دینے پر ...

رانچی میں ایک ماہ

اور کچھ جواب نہ دیا حقیقت یہ ہے کہ جشید پور صوبہ بہار کے غیر احمدی علماء اور ان کے توسط سے عوام پر ایک اتمام حجت ہے اب غیر احمدی مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان علماء سے اس کا جواب طلب کریں یا انہیں تحریری معافی مانگنے کے لئے آمادہ کریں ورنہ یہ سب لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہیں کیونکہ یہ سب کچھ ہم نے جوابی کارروائی کے طور پر کیا ہے کسی پر حملہ نہیں کیا۔

وفات مسیح ایک پُرعظمت حربہ

ایک بار نہیں بلکہ مکرم حکیم محمد یوسف صاحب ہاشمی کا مطب بھی احمدیت کی تبلیغ کا ایک معروف اڈہ ہے حکیم صاحب خمیدی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہو چکے ہیں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کا احترام بھی کرتے ہیں لیکن بیعت کیلئے جرأت نہیں کرتے احباب کرام حکیم صاحب موصوف اور آپ کے متعلقین کی ہدایت کیلئے دعا فرمائیں کہ خدا اللہ ما جور ہوں

اس مطب میں ایک عجیب اتفاق ہوا مکرم محمود احمد صاحب وکیل جو مخالف سلسلہ اور حکیم صاحب کے نسبتی بھائی ہیں دوران تبادلہ خیالات حکیم صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ جب آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مان ہی چکے ہیں تو پھر آپ بیعت کیوں نہیں کرتے کیونکہ احمدی اور غیر احمدی کے درمیان فیصلہ کن اختلافی مسئلہ ہے حکیم صاحب نے فرمایا کہ وفات مسیح کے تو علماء مصر اور مولانا آزاد مرحوم بھی قائل تھے پھر وہ کیوں بیعت سے محروم رہے وکیل صاحب نے جواباً فرمایا کہ ایسے تو بہت سے غیر مسلم ہیں جو اسلامی اصولوں کی صداقت کا اعتراف کرتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی پوری طرح احترام کرتے ہیں لیکن وہ اسلام قبول نہیں کرتے اس سے بہرحال اسلام کی صداقت ہی ثابت ہوتی ہے وہ چاہے ایمان لائیں یا نہ لائیں اسی طرح سے جماعت احمدیہ فلسفہ وفات مسیح کی بنیاد رکھتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں تو ان کی سب باتیں صحیح ہیں خاکسار نے وکیل صاحب کی تائید کرتے ہوئے عرض کیا کہ حقیقۃً یہی ہے کہ مسئلہ حیات و وفات مسیح احمدی اور غیر احمدی میں فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے کیونکہ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں تو آنے والا مسیح موعود امت محمدیہ کا ہی ایک فرد ہو سکتا ہے باقی رہا مسئلہ نبوت سو جبکہ غیر احمدی حضرات کے نزدیک مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا ایک متفق علیہ

بقیہ صفحہ ۱

مسئلہ ہے۔ باقی رہے اعتراضات سو یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مخالفین کی طرف ان قسم کا کوئی ایک بھی ایسا اعتراض نہیں کیا گیا جس قسم کا اعتراض پہلے نبیوں پر نہ کیا گیا ہو اور پھر ان اعتراضات کے مسکت جوابات بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے دیئے گئے ہیں پس فیصلہ کن مسئلہ وفات و حیات مسیح ہی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ احمدیت اور عیسائیت میں بھی یہی مسئلہ فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے کیونکہ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر نہیں فوت ہوتے اور نہ پھر زندہ ہو کر آسمان پر جسم سمیت موجود نہیں ہیں اور نہ ہی دوبارہ واپس آئیں گے بلکہ وہ طبعی موت وفات پا چکے ہیں تو عیسائیت کا معرکۃ الآراء عقیدہ کفارہ باطل قرار پاتا ہے اور یہی وہ عقیدہ ہے جس پر موجودہ عیسائیت کی عمارت استوار ہے۔

اس سے بھی آگے بڑھ کر ہم یہ کہتے ہیں کہ احمدیت کا یہ حربہ یہودیت خلقہ کو بھی مسمار کر رہا ہے۔ کیونکہ یہودی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بائیبل میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی صلیب پر مارا جاتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر مر گئے تھے اس لئے وہ سچے نبی نہیں ہو سکتے۔ لیکن ان کے مقابل پر جب جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ان کے سامنے آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے تھے بلکہ انہوں نے طبعی موت سے وفات پائی تھی تو اس صداقت پر یقین کر لینے کے بعد یہودیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صداقت کا اقرار کرنا پڑتا ہے اور یہودیت کا قلعہ سرنگوں ہو جاتا ہے محترم وکیل صاحب نے ان سب باتوں کی تائید کی۔ محترم وکیل صاحب کے چچا محترم بھی تبادلہ خیالات کے دوران سب لوگوں کے سامنے متعدد مرتبہ برملا طور پر بیان کر چکے ہیں کہ احمدی مبلغین کی باتیں بہت وزنی اور حق و صداقت پر مبنی ہیں اور جماعت احمدیہ ہی اس زمانہ میں درحقیقت تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دے رہی ہے اور اسی جماعت کے ساتھ مسلمانوں کی فلاح و بہبود وابستہ ہے لیکن ان سب باتوں کے باوجود ابھی تک لوگ بیعت نہیں کر رہے ہیں لہٰذا بزرگان سلسلہ و احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے قلوب کو روشن کر دے اور یہ لوگ بیعت کر کے جماعت کی مضبوطی کا باعث بنیں۔ آمین۔

سملیہ میں تبلیغ و تربیت کی غرض سے تین مرتبہ جانے کا اتفاق ہوا جلسہ سالانہ مسیح موعود بھی اس مرتبہ سملیہ میں ہی کیا گیا تبلیغی پروگرام بھی بہت کامیاب رہا بخوف طوالت ایک رپورٹ کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔ اردو سے بھی احمدی دوست ملاقات کے لئے رانچی آتے رہے یہ لوگ مخالفت کی وجہ سے پہلے کچھ دب گئے تھے اب خدا تعالیٰ کے فضل سے پھر مضبوط ہو رہے ہیں ان کی استقامت کیلئے بھی احباب دعا فرماویں۔ اس علاقہ میں محترم سید صاحب کا وجود بہت نافع الناس اور سلسلہ کیلئے مبارک وجود ہے سید صاحب اور آپکے اہل و عیال کی جسمانی و روحانی ترقی کیلئے اور اس علاقہ میں احمدیت کے روشن مستقبل کیلئے بھی درخواست دعا ہے۔

بیعتیں: عرصہ زیر رپورٹ میں پانچ افراد بیعت کر کے سلسلہ